والرجل وحاجته،ووالله لئن بقيت لهم ليأتين الراعي بجبل صنعاء حظه من هذا المال وهو يرعى مكانه(68)

''حضرت عمرؓ تین قسمیں اٹھایا کرتے تھے آپؓ فرمایا کرتے تھے اللہ کی قسم اس مال کا کوئی بھی دوسرے سے زیادہ حقدار نہیں ہے اور میں بھی کسی سے زیادہ حقدار نہیں ہوں اور اللہ کی قسم کوئی مسلمان ایسا نہیں مگر اس کا اس مال میں حصہ ہے سوائے غلام کے مگر جو ترتیب کتاب اللہ اور رسول اللہ نے بیان فرمائی وہ ترتیب آدمی کی اسلام کیلئے آزمائش، قدیم الاسلام ہونا اور اسی طرح ضرورت مند ہونا۔ اور اللہ کی قسم! اگر میں زندہ رہا تو جبل صفاء پر چرواہے کو بھی اس مال میں سے حصہ پہنچے گا جبکہ وہ وہاں چرا رہا ہو''۔

(68) المسند، مسند عمر بن خطابؓ، ح:۲۹۴، ۶۹/۱

Marfat.com

خلاصۂ بحث

انسانی نفسیات کا لحاظ

کسی بات کے مؤثر ابلاغ وافہام کے لیے جس طرح انسان کی نفسی کیفیات، جسمانی حالات اور علاقائی نفسیات کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ اسی طرح اس کے عقلی، ذہنی اور فکری رجحانات ومیلانات کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے۔ دین اسلام ساری دنیا کے لیے اور سب انسانوں کے لیے ہے، لیکن اسے پیش کرنے اور اس کو سب انسانوں تک پہنچانے کے لیے یہ ضروری ہے کہ پہلے مخاطب ومدعو کا تعین کیا جائے۔ پہلے یہ دیکھنا ضروری ہے کہ اس خطاب اور دعوت کا رخ اس کے ماننے والوں کی طرف ہے یا انکار کرنے والوں کی طرف، عوام سے ہے یا خواص سے، جدید تعلیم یافتہ طبقہ سے ہے یا قدیم تعلیم یافتہ حضرات سے، نوجوانوں سے ہے یا سن رسیدہ بزرگوں سے۔ اسی طرح مخاطب اور مدعو بدلنے پر یہ دیکھنا بھی ضروری ہے کہ اس وقت دعوت کا مخاطب کون ہے؟ اور اس کے لیے کونسا طریقۂ دعوت مناسب ہے۔ حکمت کا تقاضہ یہ ہے کہ گفتگو مخاطب کے ذہن وفکر کو سامنے رکھ کر کی جائے اور موقع ومحل کی مناسبت سے کی جائے، جس طرح بیج کے نشوونما پانے کے لیے صرف بیج کی صلاحیتوں پر ہی اعتماد نہیں کیا جاسکتا، بلکہ زمین کی تیاری اور موسم کی سازگاری کا بھی لحاظ رکھنا پڑتا ہے۔

اسی طرح کلمۂ حق کی تبلیغ میں صرف حق کی فطری صلاحیتوں پر ہی اعتماد کر کے بیٹھ جانا درست نہیں، بلکہ ایک تربیت یافتہ اور ذہین داعی کا فرض ہے کہ وہ دیکھے کہ جن لوگوں کے سامنے دعوت پیش کی جارہی ہے، اس وقت نفسیاتی نقطۂ نظر سے ان کی حالت کیا ہے۔ کیونکہ بے محل گفتگو سے وہ فائدہ نہیں ہوسکتا جو مطلوب ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ہمیشہ دعوت وتبلیغ میں انسانی نفسیات کو پیش نظر رکھا اور صحابہ کرام کو بھی دعوت وتبلیغ میں اس اسلوب کو اختیار کرنے کی تلقین فرمائی۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذؓ بن جبل کو یمن روانہ فرمایا تو یہ وصیت فرمائی:

Marfat.com

''تم عنقریب اہل کتاب کی ایک قوم کے پاس پہنچو گے، جب تو ان کے پاس پہنچے تو سب سے پہلے انھیں یہ دعوت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ جب وہ اس میں تیری اطاعت کرلیں تو ان کو بتانا کہ اللہ نے ان پر دن رات کی پانچ نمازیں فرض کی ہیں اور جب وہ تیری بات مان لیں تو ان کو بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ فرض کی ہے۔ یہ زکوٰۃ ان کے دولت مندوں سے لے کر ان کے غریبوں کو دی جائے گی اور جب وہ اس کو تسلیم کرلیں تو دیکھو چن چن کر ان کا عمدہ مال نہ لینا اور ہاں مظلوم کی بددعا سے ڈرتے رہنا، کیونکہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہے۔ ''(69)

یمن میں اس وقت اہل کتاب ہی نہیں مشرک بھی تھے، لیکن آپ ﷺ نے اہل کتاب کا خاص طور پر اس لیے ذکر فرمایا کہ وہ آسمانی کتابوں کے ماننے والے اور پڑھے لکھے تھے۔ اس لیے فطری طور پر ان سے خطاب کا طریقہ مشرک قوموں سے مختلف ہونا چاہیے۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذؓ بن جبل کو مخاطب کے اعتبار سے دعوت کا حکم دیا نیز آپ کو دعوت میں تدریج کے اسلوب اختیار کرنے کی تلقین فرمائی۔

(69) صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب بعث ابی موسیٰؓ ومعاذ ؓ الی یمن، ح: ۴۳۴۷، ص: ۷۳۶
المسند، مسند عبداللہ بن عباس، ح: ۲۰۷۲، ۱/۳۸۶

Marfat.com

فصل دوم

غلطی پر تنبیہ کا اسلوب

دعوت وتبلیغ کے متعدد طریقے اور ذرائع ہیں، ان میں غلطی کی اصلاح بھی شامل ہے۔ غلطی کی اصلاح تعلیم وتربیت اور دعوت وتبلیغ کا جزولاینفک ہے۔ غلطیوں پر تنبیہ کرنا اور اصلاح کی کوشش کرنا اس خیر خواہی میں شامل ہے جو ہر مسلمان کا فرض ہے۔ اور اس کا امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے فریضہ سے گہرا تعلق ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی زندگی جن افراد کے درمیان گزری، ان سے سرزد ہونے والی غلطیوں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا طرزِ عمل انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ اور آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کے تربیت یافتہ صحابہ کرامؓ نے غلطی پر تنبیہ کا جو اسلوب اختیار کیا وہ ہر داعی کے لیے نمونے کی حیثیت رکھتا ہے۔

صحابہ کرامؓ کی سیرت کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ غلطی کرنے والے کو حتی الامکان بڑی نرمی، محبت اور دلسوزی، پیار وہمدردی کے جذبات سے سرشار ہو کر نصیحت فرماتے، مگر جب حالات سختی اختیار کرنے کا تقاضہ کرتے تو صحابہ کرامؓ نے سختی سے بھی کام لیا۔ کبھی چہرے کے تاثرات سے، کبھی آواز کو بلند فرمالیتے، کبھی سخت لب ولہجہ اختیار فرماتے، کبھی ترک کلام اور ترک تعلق اختیار فرمالیتے تاکہ غلطی کرنے والے کو شدت کے ساتھ اپنی غلطی کا احساس ہو جائے۔ الغرض غلطی کی نوعیت کے اعتبار سے صحابہ کرامؓ نے زجر وتوبیخ اور تنبیہ کے مختلف اسالیب اختیار کر کے مخاطب کی اصلاح کی۔ آنے والی سطور میں ان چند اسالیب کا ذکر کیا جارہا ہے جو صحابہ کرامؓ نے غلطی کی اصلاح کرتے وقت اختیار فرمائے۔

تنبیہ کرنے والے کے مقام ومرتبہ کا لحاظ

دعوت وتبلیغ کا فریضہ انجام دینے والے کو چاہیے کہ وہ اپنے مقام ومرتبہ کا غلط اندازہ نہ لگائے، اور خود کو اپنے حقیقی مقام سے بلند تر مقام پر رکھ کر اس انداز سے کام نہ کرے جو اس کے لیے مناسب نہ ہو، کیونکہ اس طرح لوگ اس سے دور ہٹیں گے اور اصل مقصد کے حصول میں رکاوٹ پیدا ہوگی۔ بعض اوقات ایک شخص کی ایسی سختی برداشت کر لی جاتی ہے جو اگر دوسروں کی طرف سے ہو تو برداشت نہیں کی جاسکتی، کیونکہ اس کو وہ مقام حاصل ہوتا

Marfat.com

ہے جو دوسروں کو حاصل نہیں مثلاً باپ کو بیٹے پر، استاد کو شاگرد پر، حاکم کو عام آدمی پر وہ اختیار حاصل ہے جو دوسروں کو نہیں ہے۔ رشتہ دار اور اجنبی برابر نہیں، صاحب اختیار کی حالت وہ نہیں جو اختیار نہ رکھنے والے کی ہے۔ اس فرق کو پیش نظر رکھ کر اصلاح کرنے والا ہر چیز کو اس کے مقام پر پرکھ سکتا ہے اور معاملات کو صحیح طور پر رکھ سکتا ہے، تنبیہ کس درجہ کی ہو اور اس میں سختی یا نرمی کا کیا معیار رکھا جائے، اس کا دارومدار اس بات پر ہے کہ مخاطب کے دل میں داعی کا کیا مقام اور کس درجہ کا رعب و دبدبہ ہے۔ اس لیے اگر مبلغ اپنے معاشرتی مقام و مرتبہ اور مخاطب کی حیثیت کا لحاظ رکھتے ہوئے دعوت پیش کرے گا تو اس کے نتائج یقیناً مثبت ہونگے۔

حضرت سلیمان بن یسارؒ سے روایت ہے کہ مدینہ میں ایک آدمی آیا۔ اس کا نام صبیغ تھا۔ وہ قرآن مجید کی متشابہ آیات کے بارے میں سوالات کرنے لگا۔ حضرت عمرؓ نے کھجور کی چھڑیاں منگوائیں اور اس شخص کو طلب فرمالیا۔ آپؓ نے فرمایا: تو کون ہے؟ اس نے کہا: میں اللہ کا بندہ صبیغ ہوں۔ حضرت عمرؓ نے ایک چھڑی لے کر اسے پیٹا اور فرمایا: میں اللہ کا بندہ عمرؓ ہوں۔ آپؓ نے اسے اتنا پیٹا کہ اس کے سر سے خون نکل آیا۔ تب اس نے کہا: امیر المؤمنین! بس کریں، میرے سر کی بیماری دور ہوگئی ہے۔ (1)

حضرت ابن ابی لیلیٰؒ سے روایت ہے کہ حضرت حذیفہؓ مدائن میں تھے۔ آپؓ نے پانی طلب فرمایا۔ ایک کسان چاندی کے برتن میں پانی لے آیا۔ آپؓ نے پیالہ اس کے منہ پر دے مارا۔ پھر فرمایا: میں نے اسے اس لیے دے مارا کہ میں نے اسے منع کیا تھا مگر یہ باز نہ آیا، جبکہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں باریک اور موٹا ریشم پہننے سے اور سونے چاندی کے برتنوں میں پینے سے منع فرمایا تھا اور فرمایا تھا:

هن لهم فی الدنیا ،وهن لکم فی الاخرة(2) یہ دنیا میں کافروں کے لیے ہیں اور آخرت میں ہمارے لیے۔

---

(1) سنن الدارمی، المقدمۃ، باب من هاب الفتیا وکرہ التنطع والتبدع، ح:۱۴۴، ۱/۵۹

(2) صحیح البخاری، کتاب الآشربہ، باب المشرب فی آنیۃ الفضۃ، ح ۵۶۳۲، ص:۹۹۸

ایضاً، کتاب الاطعمۃ باب الأکل فی اناء مفضض، ح:۵۴۲۶، ص ۹۶۸

Marfat.com

حضرت ابوسعید الخدریؓ نماز پڑھ رہے تھے، اچانک مروان کا ایک بیٹا آپؓ کے سامنے سے گزرنے لگا۔ انھوں نے (اشارے سے) روکا، وہ نہ رکا، انھوں نے اسے مارا۔ بچہ رونے لگا اور مروان کو جا کر بتایا۔ مروان نے ابوسعیدؓ سے کہا: آپؓ نے اپنے بھتیجے کو کیوں مارا؟ انھوں نے فرمایا: میں نے اسے نہیں مارا بلکہ شیطان کو مارا ہے۔ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے:

اذا كان احدكم فى صلوٰة، فأراد انسان يمرّ بين يديه فيدرؤه مااستطاع ، فان ابٰى فليقاتله فانه شيطان (3)

جب کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہو اور اس کے سامنے سے کوئی انسان گزرنا چاہے تو جہاں تک ہو سکے اسے روکے، اگر نہ رکے تو اس سے لڑے، وہ شیطان ہے۔

حضرت ابواسحٰق کا بیان ہے: میں کوفہ کی سب سے بڑی مسجد میں حضرت اسودؒ بن یزید کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ ہمارے ساتھ امام شعبیؒ بھی تھے۔ شعبیؒ نے حضرت فاطمہ بنت قیسؓ والی حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے رہائش اور خرچ نہیں دلوایا تھا۔ حضرت اسودؒ نے کچھ کنکریاں پکڑ کر شعبی کو ماریں اور فرمایا: تم حدیث بیان کرتے ہو حالانکہ حضرت عمرؓ نے فرمایا تھا: ہم ایک عورت کی وجہ سے اللہ کی کتاب اور اپنے نبی ﷺ کی سنت کو نہیں چھوڑ سکتے۔ معلوم نہیں، اس خاتون کو واقعہ یاد بھی رہا ہے یا نہیں۔ بلکہ (تین طلاق والی) عورت کو (عدت کے دوران) رہائش اور خرچ ملے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ (4)

عورتوں کو ان کے گھروں سے مت نکالو، نہ وہ خود نکلیں، الا یہ کہ وہ واضح بے حیائی کی مرتکب ہوں۔ (5)

دو آدمی کندہ کے دروازوں کی طرف سے آئے۔ ابومسعود انصاریؓ ایک حلقہ میں تشریف فرما تھے۔ ان دونوں آدمیوں نے کہا: ہے کوئی شخص جو ہمارے درمیان فیصلہ کرے؟

---

(3) سنن النسائی، کتاب القسامۃ، باب من اقتص واخذ حقہ دون السلطان، ح: ۴۸۶۶، ص ۶۸۰

(4) الطلاق، ۶۵:۱

(5) مسلم کتاب الطلاق، باب المطلقۃ ثلاثا لا نفقۃ لھا: ۳۷۱۰، ص: ۶۴۲

Marfat.com

حلقہ میں موجود ایک شخص جلدی سے بولا: میں کرتا ہوں۔ حضرت ابو مسعودؓ نے ہاتھ میں کنکریاں پکڑ کر اسے دے ماریں اور فرمایا:

مه انه كان يكره التسرع الى الحكم(6)

رک جاؤ، صحابہ کرامؓ اس طرح جلدی منصف بن جانا پسند نہیں کرتے تھے۔

سالم بن عبداللہؓ کا بیان ہے کہ صحابہ کرامؓ میں سے ایک صاحب اس وقت مسجد آئے جب حضرت عمرؓ خطبہ جمعہ دے رہے تھے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: یہ آنے کا کون سا وقت ہے؟ بولے کہ اے امیر المومنین! جب بازار سے لوٹا تو میں نے اذان سنی اور جلدی سے وضو کر کے چلا آیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: صرف وضو؟ حالانکہ آپ جانتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ غسل کا حکم بھی فرمایا کرتے تھے۔ (7)

ایک دوسری روایت کے مطابق یہ صحابی حضرت عثمان بن عفانؓ تھے۔ (8)

یہ حضرت عمر فاروقؓ کا ہی مقام تھا کہ وہ حضرت عثمانؓ جیسے جلیل القدر صحابی کو برسر عام اس انداز میں تنبیہ فرماتے ہیں۔ جبکہ عام داعی کے لیے یہ اسلوب تبھی مفید ہوگا جبکہ اس کو معاشرے میں ایسا مقام حاصل ہو کہ لوگوں کی طرف سے منفی ردعمل کا خدشہ نہ ہو۔

اسی طرح ایک شخص طوافِ رخصت کئے بغیر چلا گیا تو حضرت عمرؓ اس کو مرالظہران سے واپس پکڑ لائے اور اس کو اس وقت چھوڑا جب اس نے طواف کر لیا۔ (9)

ایک مرتبہ شرحبیل بن سعید نے بازار میں ایک چڑیا پکڑی۔ حضرت زیدؓ بن ثابت نے دیکھا تو ان کو ایک تھپڑ رسید کیا اور چڑیا چھین کر اڑا دی، اور اس کے بعد فرمایا:

اما علمت ياعدوّ نفسک، ان رسول الله ﷺ حرّم مابين لا بتيها (10)

اوا پنی جان کے دشمن! کیا تجھے معلوم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کو حرم قرار دیا ہے؟

---

(6) سنن ابی داؤد کتاب القضاء باب فی طلب القضاء والتسرع الیہ ح: ۳۵۷۷، ص ۵۱۴

(7) صحیح مسلم کتاب الجمعہ، ح: ۵۵، ۱۹، ص: ۳۴۰ المسند، مسند عمر بن خطابؓ، ح: ۲۰۲، ۱/۵۰ الموطا کتاب الجمعۃ، باب العمل فی غسل یوم الجمعۃ، ح: ۱۰۱، ص: ۸۶

(8) صحیح مسلم کتاب الجمعۃ، ح: ۱۹۵۶، ص: ۳۴۰ (9) الموطا کتاب الحج باب وداع البیت، ح: ۳۴۰، ص: ۲۴۹

(10) المسند، حدیث زیدؓ بن ثابت، ح: ۲۱۱۶۲، ۶/۲۴۷

زمانۂ جاہلیت میں نکاح کی مختلف صورتوں میں سے ایک نکاحِ شغار بھی تھی۔اس کی صورت یہ تھی کہ ایک شخص اپنی لڑکی یا بہن کا نکاح کسی دوسرے کے ساتھ اس شرط پر کر دیتا تھا کہ وہ اس کے بدلے میں اپنی لڑکی یا بہن اس کی زوجیت میں دیدے اور یہ تبادلہ ہی مہر بھی ہوتا تھا اور عورت کو علیحدہ سے مہر نہیں ملتا تھا۔جس کی وجہ سے عورت کی حق تلفی ہوتی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے نکاحِ شغار کی سختی سے ممانعت فرمادی۔حضرت امیر معاویہؓ کے عہد میں عباس بن عبداللہ اور عبدالرحمٰن بن حکم نے اسی طریقہ پر اپنی لڑکیوں کی شادی ایک دوسرے کے ساتھ کردی۔امیر معاویہؓ کو خبر ہوئی تو انھوں نے مروان بن حکم حاکم مدینہ کو خط لکھا کہ ان کے درمیان تفریق کروادی جائے کیونکہ یہ نکاحِ شغار ہے اور رسول اللہ ﷺ نے اس کی ممانعت فرمائی تھی۔(11)

طلیحہ اسدیہ نامی ایک خاتون، رشید ثقفی کے نکاح میں تھی اس نے اس کو طلاق دے دی اور اس نے عدت کے دوران ہی آگے نکاح کرلیا۔حضرت عمرؓ کو خبر ہوئی تو آپؓ نے اسے پیٹا اور اس کے خاوند کو کئی درے مارے اور ان دونوں کے درمیان تفریق کروادی۔ (12)

جو عورتیں بیوہ ہوجائیں ان کے لیے تکمیل عدت سے پہلے گھر سے نکلنا جائز نہیں حضرت عمرؓ اس معاملے میں اس قدر سختی کرتے تھے کہ فوت شدگان کی بیوگان کو بیداء سے لوٹا دیتے اور انھیں حج سے روک دیتے تھے۔(13)

محمد بن کعب قرظی روایت کرتے ہیں: حضرت عثمان غنیؓ کے عہد خلافت میں حضرت عبدالرحمٰن بن سہل انصاری جہاد کے لیے نکلے، اس وقت حضرت معاویہؓ ملک شام کے حاکم تھے۔ اسی اثنا میں حضرت عبدالرحمٰنؓ کے سامنے سے ایک تاجر کے کچھ اونٹ شراب کی مشکیں لادے ہوئے گزرے۔حضرت عبدالرحمٰنؓ ان کو دیکھ کر کھڑے ہو گئے اور ان کی مشکوں کو اپنے نیزے سے چاک کرنا شروع کردیا۔تاجر کے غلاموں نے عبدالرحمٰنؓ سے مزاحمت کی۔حضرت معاویہؓ کو یہ خبر پہنچی تو انھوں نے تاجر کے غلاموں سے کہا: ان سے درگزر

---

(11) سنن ابی داؤد، کتاب النکاح، باب فی الشغار، ح:۲۰۷۵، ص ۳۰۱

(12) الموطا کتاب النکاح، باب جامع .الا یجوز من النکاح، ح:۶۰۳ ص:۳۳۷

(13) الموطا کتاب الطلاق، مقام التوفی عنھا زوجھا بیتھا حتی تحل، ح:۵۳۷، ص:۳۶۸

کرو، بڑھاپے کے باعث ان کی عقل جاتی رہی ہے۔ حضرت عبدالرحمٰن نے یہ سن کر فرمایا:

كلا والله ماذهب عقلي ولكن رسول الله ﷺ
نهانا ان ندخل بطوننا واسقيتنا خمراً (14)

''اللہ کی قسم میری عقل نہیں گئی بلکہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں منع فرمایا کہ ہم اپنے شکم میں یا پانی کے ظروف میں شراب کو داخل کریں''۔

عروہ بن رویم سے روایت ہے: عبداللہؓ بن قراء ثعالبی ایک رات حمص میں پہرہ داری کر رہے تھے، یہ حضرت عمرؓ کی طرف سے حمص کے گورنر تھے، کہ ان کے پاس سے ایک بارات گزری اور وہ لوگ بارات کے آگے آگ جلائے ہوئے چل رہے تھے۔ حضرت عبداللہ نے ان لوگوں کو درہ سے مارنا شروع کیا یہاں تک کہ یہ لوگ اپنی بارات چھوڑ کر بھاگ گئے۔

صبح حضرت عبداللہؓ منبر پر بیٹھے، اللہ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا: ابوجندلہؓ نے حضرت امامہؓ سے نکاح کیا اور ان کے لیے تھوڑا سا کھانا تیار کیا۔ اللہ تعالیٰ ابوجندلہؓ اور امامہؓ پر رحمت نازل فرمائے اور اللہ تمہاری گذشتہ رات کی دلہن اور باراتیوں پر لعنت بھیجے جنھوں نے آگ روشن کر رکھی تھی اور کفار کے ساتھ مشابہت اختیار کر رکھی تھی۔ اللہ تعالیٰ ان کے نور کو بجھانے والا ہے۔ (15)

مذکورہ بالا واقعات میں چند امور قابل توجہ ہیں:

☆ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے کوئی مقام و مرتبہ اور اقتدار و اختیار عطا فرمایا ہو، اس کا فرض ہے کہ اس سے فائدہ اٹھا کر امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور لوگوں کی اصلاح کا کام انجام دے اور اس بات کا احساس کرے کہ اس کی ذمہ داری بہت بڑی ہے، اور لوگ دوسروں کی نسبت اس کی بات زیادہ مان سکتے ہیں، اور جو کچھ وہ کر سکتا ہے دوسرے لوگ نہیں کر سکتے۔

☆ داعی کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے مقام و مرتبہ اور حیثیت کا غلط اندازہ نہ لگائے اور

---

(14) اسد الغابہ، تذکرہ عبدالرحمٰن بن سہلؓ بن زید، ۲۹۹/۳ المستدرک، تذکرہ عبدالرحمٰن بن سہلؓ بن زید ۴۰۱/۳

(15) الاصابہ تذکرہ ابوجندلہؓ ۳۸/۴

Marfat.com

خودکواپنے حقیقی مقام سے بلندتر مقام پر رکھ کراس انداز سے کام نہ کرے جواس کے لیے مناسب نہیں، کیونکہ اس طرح لوگ اس سے دور ہٹیں گئے اور اصل مقصد کے حصول میں رکاوٹ پیدا ہوگی۔

☆ ان واقعات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرامؓ کواللہ نے جوعظیم مقام عطا فرمایا تھا اور عام لوگوں کے دلوں میں ان کی جو ہیبت تھی، دعوت وتبلیغ میں وہ اس سے فائدہ اٹھاتے تھے۔

☆ عام داعی کے لیے تنبیہ کے اس اسلوب کو اختیار کرنا تبھی فائدہ مند ہوسکتا ہے جبکہ اس کو معاشرہ میں ایسا مقام حاصل ہو کہ مخاطب کی طرف سے کسی قسم کے منفی ردعمل کی توقع نہ ہو۔

☆ صحابہ کرامؓ اپنے خاص متعلقین شاگردوں اور اَصحاب کو کسی اعرابی یا اجنبی کی نسبت زیادہ سختی سے تنبیہ کرتے تھے اور یہ سب کچھ حکمت میں شامل ہے، اور تنبیہ کرتے وقت حالات کا درست اندازہ کرنے کی عمدہ مثال ہے۔

غلطی کی فوری اصلاح

غلطی پر تنبیہ کرنے میں تاخیر کی صورت میں بعض اوقات اصلاح کا مقصد ہی فوت ہوجاتا ہے اور فائدہ نہیں ہوتا، بعض اوقات موقع ہاتھ سے نکل جاتا ہے یا بعد میں بات کرنے کی کوئی مناسبت نہیں بنتی، یا ذہنوں میں واقعہ کی اہمیت کم ہوجاتی ہے، جس کی وجہ سے مصلح کی گفتگو میں وہ تاثیر نہیں رہتی۔ صحابہ کرامؓ کا طرزِ عمل اس حوالے سے ایک بہترین مثال ہے کہ انھوں نے جہاں بھی فوری اصلاح کی ضرورت محسوس کی تو بلا تاخیر حق کو واضح کردیا۔

رومیوں کے خلاف اسلامی لشکر برسرپیکار تھا۔ ایک شخص نے دشمن پر اس قدر جوش سے حملہ کیا کہ رومیوں کی صفوں میں گھس گیا۔ اس پر تمام لوگوں نے شور کیا کہ سبحان اللہ اس نے اپنی ذات کو ہلاکت میں ڈال دیا ہے۔ (اوران کا اشارہ قرآن مجید کی آیت ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکة) اس لشکر میں حضرت ابوایوب انصاریؓ بھی موجود تھے۔ انھوں نے کہا: تم اس آیت کے یہ معنی سمجھتے ہو؟ حالانکہ یہ ہم انصار کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ جب

اللہ نے اسلام کو غالب کر دیا اور اس کے بہت سے اعوان و انصار پیدا ہو گئے، تو ہم میں سے بعض لوگوں نے چوری چھپے کہا کہ ہماری جائیداد برباد ہو گئی، اب اسلام کے بہت سے حامی اور انصار پیدا ہو گئے ہیں، اس لیے اب ہم کو اپنی جائیداد کی اصلاح کی کوشش کرنی چاہیے۔ تو اللہ نے ہمارے اس خیال کی تردید کرتے ہوئے اپنے نبی ﷺ پر یہ آیت نازل فرمائی:

وَاَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ (16) اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنی ذاتوں کو ہلاکت میں مت ڈالو۔

اس بناء پر جہاد ہلاکت نہیں ہے بلکہ جہاد چھوڑ کر معاش کی فکر میں مصروف ہو جانا ہلاکت ہے۔ (17)

یہ ایک ایسی فکری غلطی تھی کہ اگر حضرت ابوایوب انصاریؓ اس کی فوری اصلاح نہ فرماتے تو نہ صرف اللہ کی راہ میں بڑھ بڑھ کر حملہ کرنے والے مجاہدین کی حوصلہ شکنی ہوتی بلکہ قرآن کی ایک آیت کا غلط مفہوم لوگوں کے ذہنوں میں پختہ ہو جاتا۔ لہٰذا آپؓ نے فوراً ایک فکری مغالطہ کی اصلاح فرما کر اس فتنے کو ختم فرما دیا۔

سلیم بن عامر کی روایت ہے کہ امیر معاویہؓ نے رومیوں کے ساتھ معاہدہ صلح کر رکھا تھا ابھی مدتِ معاہدہ گزرنے نہ پائی تھی کہ حملہ کی تیاری شروع کر دی تا کہ مدت گزرتے ہی دشمن پر حملہ کر دیا جائے۔ فوج نے کوچ کیا تو حضرت عمروؓ بن عنبسہ گھوڑے پر سوار ہو کر آئے اور فرمایا: اللہ اکبر اللہ اکبر ایفائے عہد کرنا چاہیے۔ بدعہدی جائز نہیں۔ امیر معاویہ نے ان سے پوچھا تو کہنے لگے میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے:

من كان بينه وبين قوم عهد فلا يشدّ عُقدةَ ولا يحلّها اوينبذ اليهم على سواء

جس شخص اور کسی قوم میں عہد ہو تو جب تک عہد کی مدت نہ گزر جائے، تب تک اس عہد کو نہ توڑے اور نہ نیا عہد باندھے اور جب عہد کی مدت پوری ہو جائے تو برابری پر عہد کو توڑے۔

حضرت امیر معاویہؓ نے یہ سن کر فوج کو واپسی کا حکم دیا۔ (18)

---

(16) البقرۃ، ۲:۱۹۵ (17) جامع الترمذی، ابواب التفسیر سورۃ بقرۃ، ح:۲۹۷۲، ص ۶۶۸

(18) سنن ابی داؤد، کتاب الجہاد، باب فی الامام یکون بینہ وبین العدو عہد فیسیر نحوہ، ح:۲۷۵۹، ص:۴۰۱

Marfat.com

ایک دفعہ حضرت حسن بن علیؓ نماز پڑھ رہے تھے۔ابورافع مولی النبی بھی اتفاق سے آگئے۔دیکھا کہ بال گندھے ہوئے ہیں۔فوراً ہاتھ سے کھول دیے۔انھوں نے برہمی کا اظہار کیا تو بولے: نماز پڑھیے، برہم نہ ہوں۔میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے:

ذالک کفلُ الشیطان(19) یہ چوٹی شیطان کا اڑا ہے۔

کریب مولیٰ ابن عباسؓ نے بھی اس سے ملتا جلتا ایک اور واقعہ بیان کیا ہے کہ ایک دن عبداللہ بن عباسؓ نے عبداللہ بن حارث کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔جبکہ ان کے بال گندھے ہوئے تھے۔ابن عباسؓ ان کے پیچھے کھڑے ہو گئے اور بال کھولنے لگے۔جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو کہنے لگے: میرے سر نے آپ کا کیا قصور کیا ہے؟ بولے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے:

انما مثل هذا مثل الذی یُصلی وهو مکتوف" (20) "جو شخص اس طرح نماز پڑھتا ہے اس کی حالت بالکل اس شخص کی سی ہے جو نماز پڑھے اور اس کی مشکیں کسی ہوئی ہوں۔"

رومیوں کے ساتھ جہاد کے زمانے میں ایک بار جہاز میں بہت سے قیدی افسرِ تقسیمات کی نگرانی میں تھے۔حضرت ابوایوب انصاریؓ جو خود بھی شریکِ جہاد تھے، کا ادھر سے گزر ہوا۔دیکھا کہ قیدیوں میں ایک عورت ہے جو زار و قطار رو رہی ہے۔ابوایوبؓ نے اس کے رونے کا سبب دریافت کیا تو لوگوں نے بتایا کہ اس کا بچہ اس سے چھین کر الگ کر دیا گیا ہے۔ابوایوبؓ نے لڑکے کا ہاتھ پکڑا اور عورت کے ہاتھ میں دے دیا۔افسر مجاز نے امیر لشکر عبداللہ بن قیس سے اس امر کی شکایت کی۔ امیر نے باز پرس کی تو فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے:

من فرّق بین والدة وولدها فرّق الله بینه وبین الاحبة یوم القیامة(21) جس نے ماں اور اس کے بیٹے میں جدائی ڈالی، روزِ قیامت اللہ اس کے اور اس کے عزیزوں میں جدائی ڈال دے گا۔

---

(19) سنن ابی داؤد کتاب الصلوۃ، باب الرجل یصلی عاقصا شعرہ، ح:۶۴۶، ص:۱۰۴

(20) ایضاً ح:۶۴۷، ص۱۰۴ المسند، مسند عبداللہ بن عباسؓ، ح:۲۷۶۳، ۱/۴۹۹

(21) المسند، حدیث ابی ایوب انصاریؓ، ح:۲۲۹۸۸، ۶/۵۷۳

مسند الدارمی، کتاب الجہاد، باب النہی عن التفریق بین الوالدۃ وولدھا، ح:۲۳۸۵، ۶/۶۷۶

Marfat.com

ایک مرتبہ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے امارتِ کوفہ کے زمانے میں نماز عصر دیر سے پڑھائی۔ ابو مسعود عقبہ بن عمرو انصاریؓ ان کے پاس آئے اور کہا کہ: اے مغیرہؓ یہ کیا ہے؟ کیا آپؓ کو معلوم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نمازِ پنجگانہ جبرائیل کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق پڑھاتے تھے اور فرماتے تھے:

بِهٰذَا اُمِرْتُ(22) مجھے اس طرح پڑھانے کا حکم ہے۔

مغیرہؓ بن شعبہ خود بھی جلیل القدر صحابی ہیں لیکن ان سے ایک لغزش ہوئی جس کے اثرات عوام الناس پر بھی ہو سکتے تھے۔ اس لیے ابو مسعودؓ نے فوراً اصلاح کرنا ضروری خیال کیا۔

ایک بار زیاد بن صبیح الحنفی نے ابن عمرؓ کے پہلو میں کھڑے ہو کر نماز پڑھی، انھوں نے نماز میں اپنے ہاتھ کمر پر رکھے ہوئے تھے جب نماز سے فارغ ہوئے تو ابن عمرؓ نے ان کو مخاطب کر کے فرمایا:

هذا الصلب فی الصلوٰة یہ نماز میں پھانسی کی وضع ہے، رسول اللہ ﷺ وکان رسول اللہ ﷺ ینھی نے اس سے منع فرمایا ہے۔
عنه(23)

ایک بار حضرت عمرؓ نے ایک بچے کے پاؤں میں گھونگرو دیکھا تو کاٹ ڈالا اور کہنے لگے میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے:

انّ مع کلِ جرسٍ شیطانًا (24) ہر گھنگرو کے ساتھ شیطان ہوتا ہے۔

چونکہ یہ ایک نوع کی بدعت تھی اس لیے اس پر ایسے ہی فوری اور سخت ردعمل کی ضرورت تھی۔

ابو مسلم العبدی کا بیان ہے: میں حضرت سلمان فارسیؓ کے ساتھ تھا۔ انھوں نے ایک آدمی کو دیکھا جس کا وضو ٹوٹ گیا تھا اور وہ موزوں کو اتار کر وضو کرنا چاہتا تھا۔ سلمان فارسیؓ

---

(22) صحیح البخاری، کتاب مواقیت الصلوۃ، باب مواقیت الصلوۃ وفضلھا، ح:۵۲۱، ص:۸۸
الموطا کتاب وقوت الصلوۃ، ح:۱، ص:۳۳
(23) سنن ابی داؤد کتاب الصلوۃ، باب فی التخصر والاقعاء، ح:۹۰۳، ص۱۳۸
(24) ایضاً، کتاب الخاتم، باب ماجاء فی الجلاجل، ح:۴۲۳۰، ص:۵۹۳

Marfat.com

نے اس کو حکم دیا کہ وہ اپنے موزوں، عمامے اور پیشانی پر مسح کرے، اور فرمایا:

رأيت رسول اللّٰه ﷺ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے موزوں اور عمامے پر مسح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔
يمسح على خفيه وعلى خماره (25)

چونکہ وہ شخص ایک شرعی رخصت کے بارے میں لاعلم تھا، اس لیے اس کی فوری اصلاح ضروری تھی۔ نیز سلمان فارسیؓ نے رسول اللہ ﷺ کا عمل بیان کر کے مخاطب کو پوری طرح مطمئن بھی کر دیا۔

یسار مولیٰ ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے طلوع فجر کے بعد نماز پڑھی تو ابن عمرؓ فرمانے لگے: اے یسار! تم نے کتنی رکعت پڑھی ہیں؟ میں نے کہا: میں نہیں جانتا، فرمایا: میں جانتا ہوں، ایک دفعہ اسی طرح ہم لوگ نماز پڑھ رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا:

ألا ليبلّغ شاهدكم غائبكم، أن لا صلوة بعد الصبح الا سجدتان (26)

سنو! تم میں سے جو لوگ حاضر ہیں وہ غائب تک پہنچا دیں کہ طلوع صبح کے بعد دو سجدوں کے علاوہ نماز نہیں ہے۔

ایک دفعہ حضرت عبادہؓ بن صامت نے عبداللہ بن عباد زرقی کو دیکھا کہ وہ چڑیاں پکڑ رہے ہیں۔ چڑیاں ہاتھ سے چھین کر اڑا دیں اور بڑی شفقت سے فرمایا:

اى بنىّ! ان رسول اللّٰه ﷺ حرّم ما بين لا بتيها كما حرّم ابراهيم مكة (27)

اے بیٹے! بے شک رسول اللہ ﷺ نے ان دو وادیوں کے درمیان (یعنی مدینہ) کو حرم بنایا ہے جس طرح ابراہیمؑ نے مکہ کو حرم بنایا ہے۔

حضرت جعفرؓ بن ابی الحکم نے عبدالحکیم کو دیکھا کہ وہ کھانا کھاتے ہوئے ادھر ادھر یعنی ہر طرف سے کھا رہے تھے، تو انھوں نے بڑی شفقت سے ان کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

---

(25) المسند، حدیث سلمان فارسیؓ، ح: ۲۳۲۰۵، ۶/۶۱۱

(26) المسند، مسند عبداللہ بن عمرؓ، ح: ۵۷۷۷، ۲/۲۴۲

(27) المسند، حدیث عبادہؓ بن صامت، خ: ۲۲۲۰۰، ۶/۴۳۳

Marfat.com

مه يا ابن اخي! هٰكذا يأكل الشيطان، ان النبي ﷺ كان اذا أكل لم تعديده بين يديه (28)

اے میرے بھتیجے ایسا نہ کرو اس طرح شیطان کھاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ جب کھانا کھاتے تو کبھی اپنے سامنے سے ہاتھ آگے نہ بڑھاتے تھے۔

ایک دفعہ ابن عمرؓ یحییٰ بن سعید کے ہاں تشریف لائے۔ دیکھا کہ ان کا ایک صاحبزادہ ایک مرغی پر تیر اندازی کر رہا ہے۔ ابن عمرؓ نے مرغی اور صاحبزادے دونوں کو پکڑ لیا اور ان کو یحییٰ بن سعید کے پاس لائے اور فرمایا: اس جانور کو ظلماً قتل کرنے پر ان صاحبزادے کی ذرا سرزنش کریں۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ جانوروں کو ظلماً قتل کرنے سے منع فرماتے تھے۔ ہاں اگر تمہارا ارادہ اس کو ذبح کرنے کا ہے تو اس کو ذبح کرو۔ (29)

ایک دفعہ ام المؤمنین حضرت میمونہؓ بنت الحارث کے بھانجے سیدنا عبداللہ بن عباسؓ آپؓ کی خدمت میں اس حالت میں آئے کہ بال بکھرے ہوئے تھے۔ آپؓ نے دیکھ کر فرمایا: بیٹا پراگندہ سر ہونے کا کیا سبب ہے؟ بولے ام عمارؓ نسوانی مرض (حیض) میں مبتلا ہے (وہی کنگھی وغیرہ کرتی تھی)۔ فرمایا اے بیٹے! کیا ہاتھ بھی حیض میں مبتلا ہوتا ہے؟ رسول اللہ ﷺ ہماری گود میں سر رکھ کر لیٹتے اور قرآن پڑھتے اور ہم اسی حالت میں ہوتی تھیں۔ پھر ہم میں سے کوئی اٹھ کر آپ کی چٹائی مسجد میں رکھ آتی تھی اور وہ اسی حالت میں ہوتی تھی۔ اے بیٹے! بھلا حیض اور ہاتھ کا کیا تعلق؟ (30)

ایک دفعہ ام المؤمنین حضرت میمونہؓ کی کنیز ابن عباسؓ کے گھر گئیں، دیکھا کہ میاں بیوی کے بستر الگ الگ ہیں۔ خیال ہوا کہ شاید کچھ رنجش وغیرہ ہوگئی ہوگی، لیکن دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ رنجش تو کوئی نہیں البتہ حالتِ حیض میں میاں بیوی اپنے بستر الگ کر لیتے ہیں۔ کنیز نے واپس آکر سیدہ میمونہؓ سے بیان کیا تو انھوں نے اس کو اسی وقت ابن عباسؓ کے پاس واپس بھیجا اور فرمایا کہ ان سے جا کر کہو: رسول اللہ ﷺ کے طریقہ سے اس

---

(28) اسد الغابہ، تذکرہ جعفرؓ بن ابی الحکم، ۲۸۶/۱

(29) المسند، مسند عبداللہ بن عمرؓ، ح: ۵۶۴۹، ۲۲۴/۲

(30) المسند حدیث میمونہؓ بنت الحارث زوج النبی ﷺ، ح: ۲۶۲۷۰_۴۶۵

ایضاً ح: ۲۶۲۷۹، ۴۶۷۷

Marfat.com

قدر اعراض کیوں ہے؟ آپ ﷺ اسی حالت میں ہم لوگوں کے بستر پر آرام فرمایا کرتے تھے۔ (31)

اسلام میں مطلقہ عورت کو حکم ہے کہ وہ عدت اپنے شوہر ہی کے گھر گزارے۔ اس حکم کے مخالف صرف فاطمہؓ بنت قیس کی شہادت ہے کہ ان کے شوہر نے طلاق دی تو وہ رسول اللہ ﷺ کے حکم سے اپنے شوہر کے گھر کو چھوڑ کر دوسرے گھر میں جا کر رہیں۔

بنوامیہ کے عہد خلافت میں جب یحییٰ بن سعید نے اپنی بیوی، جو کہ عبدالرحمٰن بن حکم کی بیٹی تھیں، کو طلاق دے دی تو ان کے والد نے فاطمہ بنت قیس والی شہادت کی بنا پر اپنی بیٹی کو شوہر کے یہاں سے بلوالیا۔ حضرت عائشہؓ نے اس عام حکم اسلامی کی مخالفت پر سخت اعتراض کیا۔ مروان اس زمانے میں مدینہ کا گورنر تھا۔ اس کو کہلا بھیجا کہ تم سرکاری حیثیت سے اس معاملہ میں دخل دو۔ اور فاطمہؓ بنت قیس والی حدیث کی نسبت فرمایا کہ اس واقعہ سے عام استدلال جائز نہیں ہے، کیونکہ فاطمہؓ کے شوہر کا گھر شہر کے کنارے پر تھا اور رات کو جانوروں کا خوف رہتا تھا۔ اس بنا پر رسول اللہ ﷺ نے ان کو اجازت دی تھی۔ (32)

گویا حضرت عائشہؓ کے نزدیک یہ واقعہ فاطمہ بنت قیس کے ساتھ خاص تھا اور اس سے عام استدلال درست نہیں اس لیے آپؓ نے اس غلطی کی فوری اصلاح کرنا ضروری خیال فرمایا۔

غلطی کرنے والے کا بائیکاٹ رشدیدا ظہارِ ناراضی

دعوت وتبلیغ اور غلطی کی اصلاح کا یہ وہ اسلوب ہے جس کو خود رسول اللہ ﷺ نے اختیار فرمایا۔ بالخصوص جب غلطی یا گناہ بہت عظیم ہو تو اس وقت یہ اسلوب بہت مؤثر ہے، کیونکہ تعلقات منقطع کر لینے سے غلطی کرنے والے کے دل پر بہت گہرا اثر ہوتا ہے۔ اس اسلوب کی مثال حضرت کعبؓ بن مالک اور ان کے دو ساتھی صحابہؓ کا مشہور واقعہ ہے جو غزوہ تبوک میں شریک نہیں ہوئے تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے یہ تحقیق کر لی اور خود

---

(31) صحیح البخاری، کتاب الطلاق، باب قصۃ فاطمۃؓ بنت قیس، ح:۵۳۲۴، ص:۹۵۲
سنن ابی داؤد کتاب الطلاق باب من انکر ذالک علی فاطمۃؓ بنت قیس، ح:۲۲۹۵، ص:۳۳۳

(32) صحیح البخاری کتاب المغازی، باب حدیث کعبؓ بن مالک، ح:۴۴۱۸، ص:۷۵۲/۷۴۹

Marfat.com

انھوں نے بھی اعتراف کرلیا کہ ان کے پاس جہاد سے پیچھے رہ جانے کا کوئی عذر نہیں تھا تو رسول اللہ ﷺ نے تمام مسلمانوں کو پوری شدت سے ان کا بائیکاٹ کرنے کا حکم دیا۔ اس بائیکاٹ کا ان صحابہؓ پر جو شدید اثر ہوا وہ حضرت کعبؓ کے الفاظ سے واضح ہے: اور زمین باوجود فراخی کے مجھ پر تنگ ہوگئی۔ بالآخر اللہ نے ان حضرات کی توبہ قبول کرلی، امام بخاری نے یہ واقعہ پوری تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ (33)

صحابہ کرامؓ نے بھی غلطی پر تنبیہ کے لیے جو مختلف اسالیب اختیار کر کے اصلاح کا فریضہ انجام دیا ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ انھوں نے بعض دفعہ غلطی کرنے والے کا بائیکاٹ کر کے اور بسا اوقات اس سے شدید اظہار ناراضی کر کے اس کو اپنی غلطی کا احساس دلایا۔

اسحاق بن قبیصہ روایت کرتے ہیں کہ فاروقی عہد خلافت میں حضرت عبادہؓ بن صامت انصاری امیر معاویہؓ کی زیر قیادت رومیوں سے جہاد میں شریک تھے۔ انھوں نے لوگوں کو دیکھا کہ سونے کے ٹکڑے دیناروں سے اور چاندی کے ٹکڑے درہموں سے بیچ رہے ہیں، فرمایا:

یاایّھا الناس! انکم تأکلون الربا ، سمعت رسول اللہ ﷺ یقول : " لا تبتاعوا الذھب بالذھب الا مثلا بمثل لا زیادۃ بینھما ولا نظرۃ"	اے لوگو! بے شک تم سود کھا رہے ہو، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: "سونے کی سونے کے ساتھ خرید وفروخت نہ کرو مگر جب برابر برابر ہو، اس میں نہ زیادتی ہے اور نہ ادھار"

اس پر حضرت امیر معاویہؓ نے فرمایا: اے ابو ولیدؓ! (عبادہؓ بن صامت کی کنیت) میرے خیال میں صرف ادھار کی صورت میں سود ہے۔ عبادہؓ بن صامت ان پر انتہائی برہم ہوئے اور فرمایا: میں تم سے رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کرتا ہوں اور تم اپنی رائے ظاہر کرتے ہو۔ اگر اللہ نے توفیق دی تو جس سرزمین میں مجھ پر تمھاری حکومت ہے اس میں قیام نہ کروں گا۔ چنانچہ پلٹے تو سیدھے مدینہ چلے آئے۔ اور حضرت عمرؓ کو سارے واقعہ کی اطلاع دی تو انھوں نے

(33) صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب حدیث کعب بن مالک، ح: ۴۴۱۸

Marfat.com

امیر معاویہؓ کو خط لکھا کہ حق وہی ہے جو عبادہؓ بن صامت کہتے ہیں لہٰذا لوگوں کو اسی کے مطابق حکم دو۔ (34)

حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ نے سونے یا چاندی کا ایک پیالہ اس سے زیادہ سونے یا چاندی کے عوض خریدا، حضرت ابو درداءؓ نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ ایسا کرنے سے منع فرماتے، مگر یہ کہ برابر برابر ہوں۔ حضرت معاویہؓ نے ان سے کہا: میرے خیال میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ ابو درداءؓ کہنے لگے: ''معاویہؓ کے مقابلے میں میرا عذر کون قبول کرے گا؟ میں انہیں رسول اللہ ﷺ کا حکم بتا رہا ہوں اور وہ مجھے اپنی رائے بتا رہے ہیں، میں اس ملک میں نہیں رہوں گا جس میں آپؓ ہیں''۔

پھر حضرت عمرؓ کے پاس آ گئے اور یہ بات انہیں بتائی تو حضرت عمرؓ نے حضرت معاویہؓ کو لکھا کہ ایسی بیع نہ کیا کریں مگر وزن برابر ہو۔ (35)

غیلان بن سلمہ الثقفیؓ نے اسلام قبول کیا تو اس وقت ان کے نکاح میں دس عورتیں تھیں، رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ان میں کوئی چار اختیار کر لو۔ حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں انھوں نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی اور اپنا مال اپنی اولاد میں تقسیم کر دیا۔ حضرت عمرؓ کو اطلاع ملی تو آپؓ نے فرمایا:

"انی لأ ظن الشیطان فیمایسترق من السمع سمع بموتك فقذفه فی نفسك، ولعلك ان لاتمكث الا قلیلا،وأیم اللّٰه لتراجعن نساء ك ولترجعن فی مالك اولأورّثهن منك ولآمرن بقبرك فیرجم كمارجم قبرأبی رغال"(36)

''اللہ کی قسم! میں یہ گمان کرتا ہوں کہ شیطان جو چوری چھپے سنا

---

(34) سنن ابن ماجہ، المقدمہ، باب تعظیم حدیث رسول اللہ ﷺ والتغلیظ علی من عارضہ، ح:۱۸، ص:۳

(35) الموطا کتاب البیوع، بیع الذھب بالفضۃ تبرا وعینا، ح:۵۷۰، ص:۳۹۳

(36) المسند، مسند عبداللہ بن عمرؓ ح:۴۶۱۷، ۲/۸۲، ۸۳

کرتے ہیں اس نے تیری موت کے بارے بھی سنا ہے اور تیرے دل میں یہ بات ڈال دی ہے کہ تم تھوڑا عرصہ ہی زندہ رہو گے۔ اور اللہ کی قسم! تم ضرور اپنی عورتوں اور مال سے رجوع کرو گے ورنہ میں ان کو تیری طرف سے وارث بنا دوں گا اور تیری قبر پر سنگباری کا حکم دوں گا۔ جس طرح ابو رغال ☆ کی قبر کی گئی۔"

عبدالرحمٰن بن نعیم الاعرجی روایت کرتے ہیں کہ میں ابن عمرؓ کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک آدمی نے عورتوں سے متعہ کرنے کے بارے میں سوال کیا۔ ابن عمرؓ غضبناک ہو گئے اور فرمایا:

واللہ ماکنا علٰی عھد رسول اللہ کی قسم! ہم عہد رسالت میں زنا اور بے حیائی کرنے والوں میں سے نہ تھے۔ ﷺ زانین ولا مسافحین"

ابن عمرؓ کا یہ اظہار ناراضی درحقیقت سائل سے زیادہ اس کے سوال کی نوعیت سے ہے۔ تاکہ مخاطب کے دل میں اس چیز سے نفرت پیدا ہو جائے۔ ایسا رویہ سائل کے لیے اپنے اندر یہ پیغام رکھتا ہے کہ داعی کے دل میں اس برائی کے خلاف شدید نفرت موجود ہے اور وہ اس پر سمجھوتہ کرنے کے لیے بالکل تیار نہیں ہے۔(37)

ایک دفعہ حضرت فضالہؓ بن عبید کو اطلاع ملی کہ کچھ لوگ پانسوں سے کھیل رہے ہیں۔ وہ انتہائی غصہ میں اٹھے اور نہایت سختی کے ساتھ منع کیا اور ان لوگوں کو تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا: یاد رکھو! نرد سے کھیلنا، سور کا گوشت کھانے اور خون سے وضو کرنے کے برابر ہے۔(38)

---

(37) المسند،

(38) ادب المفرد، باب الغناء، ح:۱۲۶۷، ص۳۲۶

☆ عبد الله بن عمروؓ سمعت رسول الله ﷺ يقول حين خرجنا معه الى الطائف فمررنا بقبر فقال رسول الله ﷺ :" هذا قبر ابى رغال وهوا بوثقيف وكان من ثمود وكان بهذا الحرم يدفع عنه فلما خرج اصابته النقمة التى اصابت قومه بهذا المكان فد فن فيه وآية ذالك انه دفن معه غصن من ذهب ان انتم نشبتم عنه اصبتموه "(البدایۃ والنہایۃ، ۳۴۷/۴)

Marfat.com

ایک دفعہ حضرت علیؓ نے پانسہ کھیلنے والے چند لوگوں کو دیکھا وہ ان کے پاس گئے اور انہیں صبح سے رات تک کے لیے قید کر دیا، ان میں سے بعض کو دو پہر تک کے لیے قید کیا۔ راوی کا بیان ہے کہ جو لوگ شرط لگا کر کھیلتے تھے انہیں رات تک کے لیے قید کیا اور جو لوگ یوں ہی کھیلتے انہیں دو پہر تک کے لیے قید کیا اور حضرت علیؓ حکم دیتے تھے کہ ان لوگوں کو کوئی سلام نہ کرے۔(39)

اسلام میں خواتین کیلئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ باریک لباس زیب تن کریں جس سے ان کے جسم کا کوئی حصہ نظر آئے۔ اسی طرح خواتین کیلئے ایسا تنگ لباس پہننا جس سے جسمانی اعضاء نمایاں ہوں قطعاً درست نہیں ہے۔ قرونِ اولیٰ میں صحابیات نہ صرف لباس کے معاملہ میں خود بہت حساس تھیں، بلکہ اگر ان کو اس نوعیت کی کوئی خرابی کہیں بھی نظر آئی تو انھوں نے پوری شعوری کوشش سے اس کا سدباب کیا۔

ایک دفعہ حضرت عائشہؓ کی بھتیجی حضرت حفصہ بنتِ عبدالرحمٰنؓ نہایت باریک کپڑا اوڑھ کر پھوپھی کے پاس آئیں۔ حضرت عائشہؓ نے دیکھا تو شدید غصہ کی حالت میں دوپٹہ پھاڑ ڈالا۔ اس کے بعد دوسرا موٹا کپڑا منگوا کر اوڑھا دیا۔(40)

حضرت عائشہؓ کے ایک مکان میں کرایہ دار رہتے تھے۔ ان کی نسبت معلوم ہوا کہ وہ نرد کھیلتے ہیں، سخت برافروختہ ہوئیں اور کہلا بھیجا کہ نرد کی گوٹیوں کو میرے گھر سے باہر نہ پھینک دو گے تو میں تمھیں اپنے گھر سے نکلوا دوں گی۔ (41)

مندرجہ بالا روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ غلطی کرنے والے سے خفا ہو جانا، تاکہ وہ اپنی غلطی سے باز آجائے، ایک مفید تربیتی اسلوب ہے، لیکن یہ اسی صورت میں مفید ہو سکتا ہے جب غلطی کرنے والے کے دل میں خفا ہو جانے والے کا ایسا مقام ہو کہ وہ اس کی ناراضی یا بائیکاٹ کو کسی صورت برداشت نہ کر سکتا ہو، ورنہ بصورت دیگر اس اسلوب کا کوئی مثبت اثر نہیں ہوگا۔

---

(39) ادب المفرد، باب من لم یسلم علی اصحاب النرد، ح:۱۲۶۸، ص:۳۲۶

(40) الموطا، کتاب اللباس، ما یکرہ للنساء لبسہ من الثیاب، ح:۹۰۱، ص:۵۶۱

(41) ادب المفرد، باب الادب واخراج الذین یلعبون بالنرد.....ح:۱۲۷۴، ص:۳۲۷

Marfat.com

غلطی کے ازالہ کے لئے حکم شرعی کا بیان

بعض اوقات پیش آمدہ حالات میں شرعی اصول ذہن سے اتر جاتا ہے، لہٰذا بعض اوقات محض اس اصول وقاعدہ کے اعلان واظہار سے غلطی کرنے والا راہ راست پر واپس آجاتا ہے اور وہ خوابِ غفلت سے بیدار ہو جاتا ہے۔ غلطی پر تنبیہ کے اس اسلوب کی سیرتِ صحابہ سے چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

حضرت عبدالرحمٰنؓ بن سمرہ کابل میں اسلامی فوج کے ہمراہ تھے اللہ تعالیٰ نے اسلامی فوج کو دشمن پر غلبہ دیا، اہل فوج نے مال غنیمت لوٹ لیا، عبدالرحمٰنؓ بن سمرہ لوگوں میں خطبہ دینے کیلئے کھڑے ہوئے اور فرمایا:

سمعت رسول اللّٰہ ﷺ ینھی عن النُّھبیٰ فرَدُّوا ما أخذوا فقسمه بینهم(42)

میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ ﷺ نے لوٹ مار کی ممانعت فرمائی ہے۔ سب نے اپنا اپنا حصہ واپس کر دیا اور انھوں نے دوبارہ اس کو لوگوں میں تقسیم کیا۔

انس بن مالکؓ حکم بن ایوب کے پاس آئے دیکھا کہ چند نوجوان ایک مرغی کو باندھ کر تیر کا نشانہ بنا رہے ہیں تو فرمایا:

نهى رسول الله أن تصبر البهائم(43)

رسول اللہ ﷺ نے جانوروں کو ظلماً قتل کرنے سے منع فرمایا ہے

ابن عمرؓ نے بازار میں ایک شخص سے زیتون کا تیل خریدا، مال ابھی وہیں رکھا تھا کہ دوسرا خریدار پیدا ہو گیا۔ اس نے ابن عمرؓ سے کہا کہ اتنا نفع دیتا ہوں مجھ سے سودا کر لیجئے بات کو پختہ کرنے کے لئے عبداللہ ابن عمرؓ اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ مارنا چاہتے تھے کہ پیچھے سے کسی نے ہاتھ پکڑ لیا، دیکھا تو زیدؓ بن ثابت تھے، کہنے لگے نہ بیچو پہلے مال یہاں سے اٹھوالو کیونکہ:

---

(42) سنن ابی داؤد، کتاب الجہاد، باب فی النہی عن النہبی ..... ح:۲۷۰۳، ص:۳۹۲

(43) سنن ابی داؤد، کتاب الضحایا، باب فی الرفق بالذبیحہ، ح:۲۸۱۵، ص:۴۱۰

Marfat.com

فان رسول اللّٰہ ﷺ نھی انَ تُباعَ السِّلع حیث
تبتاعُ حتٰی یحوزَھا التجار الٰی رحالھِم(44)

سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ مروان کے زمانۂ امارت میں جب ہنڈی کا رواج عام ہونے لگا اور ابوھریرہؓ کو خبر ہوئی تو مروان کو مخاطب کر کے فرمایا:

'احللت بیع الربا" فقال "تم نے سود حلال کر دیا" مروان کہنے لگا:
مروان: " ما فعلت" فقال ابو "میں نے تو ایسا نہیں کیا" ابو ہریرہؓ نے فرمایا:
ھریرہؓ: "احللت بیع تم نے ہنڈی کو رائج کیا، حالانکہ رسول
الصکاک، وقد نھٰی رسول اللہ ﷺ نے اشیاء خوردنی کی بیع کی اس وقت
اللہ ﷺ عن بیع الطعام حتیٰ تک ممانعت فرمائی ہے جب تک پہلا بائع
یستوفی" اس کو ناپ نہ لے"

چنانچہ اس حکم شرعی کے بیان کے بعد مروان نے یہ طریقہ منسوخ کر دیا۔ (45)

جاہلیت میں اہل عرب جنگی قیدیوں کو باندھ کر وحشیانہ انداز میں قتل کر دیتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی سختی سے ممانعت فرمائی اور اس ظالمانہ فعل کو عملاً ختم کر دیا۔ حضرت خالدؓ بن ولید کے صاحبزادے عبدالرحمٰن کے پاس کسی جنگ میں چار قیدی لائے گئے تو انھوں نے ان کے قتل کا حکم صادر کر دیا، چنانچہ ان قیدیوں کو باندھ کر بڑے وحشیانہ انداز میں قتل کر دیا گیا۔ حضرت ابوایوب انصاریؓ کو اس واقعہ کی خبر ہوئی تو فرمایا:

سمعت رسول اللّٰہ ﷺ ینھی عن قتل الصبر ،
فوالذی نفسی بیدہ لو کانت دجاجۃ ما صبرتُھا

"میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ اس قسم کے وحشیانہ قتل سے منع فرماتے تھے، اور میں تو اس طرح مرغی کا مارنا بھی پسند نہیں کرتا"

راوی کہتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن خالدؓ بن ولید کو آپؓ کی اس برافروختگی اور زجر و

---

(44) سنن ابی داؤد کتاب الاجارۃ، باب فی بیع الطعام قبل ان یستوفی، ح:۳۴۹۹، ص:۵۰۴۔
المسند، حدیث، زید بن ثابت، ح:۲۱۱۶۰، ۶/۲۴۶

(45) صحیح مسلم، کتاب البیوع، باب بطلان بیع المبیع قبل القبض، ح:۳۸۴۹، ص:۴۴۳

Marfat.com

توبیخ کا علم ہوا تو انھوں نے بطور کفارہ چار غلام آزاد کیے۔ (46)

عینیہ بن عبدالرحمن اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں جو عثمانؓ بن ابی العاص کے جنازہ میں شریک تھے۔ وہ کہتے ہیں: ہم لوگ آہستہ آہستہ چل رہے تھے، حضرت ابوبکرؓ بھی ہمارے ساتھ ہو گئے (جب انھوں نے ہماری رفتار کو اس قدر سست دیکھا) تو کوڑا اٹھا کر کہا:

نحن مع رسول اللہ ﷺ نرمُل رملا(47) ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دوڑتے ہوئے چلتے تھے

قیس بن ابی حازم کی روایت ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کو ایام حج میں قبیلہ احمس کی زینب نامی خاتون کے بارے میں معلوم ہوا کہ وہ حج کے دوران کسی سے بات نہیں کر رہی۔ سیدنا ابوبکرؓ اس کے پاس تشریف لے گئے اور اس سے بات نہ کرنے کی وجہ پوچھی، لوگوں نے بتایا کہ اس نے خاموش حج کرنے کا ارادہ کیا ہے، فرمایا:

تکلّمی ! فانّ ھذا لا یحلّ ، ''بات کرو! بے شک یہ اسلام میں جائز ھٰذا من عمل الجاھلیۃ'' نہیں، یہ جاہلیت کا طریقہ ہے۔ اس عورت فتکلّمت فقالت : من أنتَ ؟ نے کہا: آپؓ کون ہیں؟ فرمایا: ابوبکرؓ ''۔ قال :انا ابو بکرؓ(48)

حضرت ابوایوب انصاریؓ نے پاخانے قبلہ رخ بنے دیکھے تو ان پر سخت ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: اللہ کی قسم مجھے نہیں معلوم کہ پاخانوں کے ساتھ کیا معاملہ کروں جبکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

اِذَا ذَھَبَ اَحدُکُم الغائِطَ اَوِالبولَ، فلاَ یستقبِلِ القبلَۃَ وَلاَ یَستَدبِرھابفرجہ(49) ''جب تم میں سے کوئی پاخانہ یا پیشاب کرنے جائے تو قبلہ کی جانب منہ کر کے نہ بیٹھے اور نہ اس کی طرف پیٹھ کرے۔''

---

(46) سنن ابی داؤد، کتاب الجہاد، باب قتل الاسیر بالنبل، ح:۲۶۸۷، ص:۳۸۹

(47) ایضاً کتاب الجنائز، باب الاسرع بالجنازۃ، ح:۳۱۸۲، ص:۴۶۴_۴۶۵

(48) صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب ایام الجاھلیۃ، ح:۳۸۳۴، ص:۶۴۳

(49) الموطا کتاب القبلۃ، باب النہی عن استقبال القبلۃ ..... ح۲۲۱، ص:۱۴۱

Marfat.com

ابن عباسؓ کا کچھ لوگوں پر گذر ہوا جو ایک مرغی کو باندھ کر اس پر تیر اندازی کر رہے تھے۔ ان سے فرمایا:

نهى رسول الله ﷺ ان يتخذ الروح غرضا(50)

"رسول اللہ ﷺ نے جاندار کو نشانہ بنانے سے منع فرمایا ہے۔"

مجاہدؒ کا بیان ہے کہ ہمارے پاس سے جنازہ گذرا تو ابن عمرؓ نے فرمایا آؤ جنازہ میں شامل ہو جائیں، یہ کہہ کر آپ نے میرا ہاتھ مضبوطی سے پکڑ لیا جب ہم قبرستان کے قریب ہوئے تو ابن عمرؓ نے پیچھے سے رونے والی کی آواز سنی۔ ابن عمرؓ میرے ہمراہ واپس پلٹے اور اس کے پاس آ کر گویا ہوئے: یہ بہت بری چیز ہے اور پھر فرمایا:

نهى رسول الله ﷺ أن تتبع جنازة معها رنة(51)

"رسول اللہ ﷺ نے ایسے جنازہ کے ساتھ چلنے سے منع کیا ہے جس کے ساتھ رونے والی عورتیں ہوں۔"

ان واقعات میں درج ذیل امور قابل توجہ ہیں:

☆ تنبیہ کا یہ اسلوب غافل کو یاددھانی کا ایک عمدہ طریقہ ہے جس کی وجہ سے مخاطب کے راہِ راست پر آنے کی قوی امید ہوتی ہے۔

☆ اس اسلوب میں چونکہ داعی اپنی رائے کے اظہار کی بجائے حکمِ شرعی بیان کرتا ہے اس لیے اس کی بات میں زیادہ قوت اور زور ہوتا ہے جس کی وجہ سے مخاطب کا متاثر ہونا لازمی امر ہے۔

☆ اس اسلوب کا ایک فائدہ یہ ہے کہ اگر غلطی کی تلافی ممکن ہو تو مخاطب ایسا کر کے اپنے ضمیر کو مطمئن کر سکتا ہے۔ جیسا کہ مالِ غنیمت لوٹ لینے والی فوج کے سامنے جب حضرت عبدالرحمٰنؓ نے حدیث رسول کی صورت میں حکمِ شرعی بیان کیا تو انھوں نے فوراً مالِ غنیمت واپس کر دیا اور اس کو دوبارہ شرعی طریقے سے تقسیم کر دیا گیا اسی طرح مروان نے ہنڈی کے طریقہ کو صورتِ مسئلہ واضح ہونے پر منسوخ کرنے کا حکم دیا۔

---

(50) المسند، مسند عبداللہ بن عباسؓ، ح: ۲۴۷۰، ۱/۴۵۱

(51) المسند، مسند عبداللہ بن عمرؓ، ح: ۵۶۳۵، ۲/۲۲۱

Marfat.com

☆ اگر غلطی کی عملی تلافی ممکن نہ ہو تو کم از کم غلطی کرنے والے کو توبہ کا موقع مل جاتا ہے۔ جیسا کہ عبدالرحمٰن بن خالدؓ بن ولید نے چار قیدیوں کو باندھ کر قتل کروایا تو جونہی انھیں اپنی غلطی کا احساس دلایا گیا تو انھوں نے توبہ کی اور فدیہ میں چار غلام آزاد کیے۔

غلطی کا نقصان واضح کرنا

غلطی کرنے والے کو قائل کرنے کے لیے غلطی سے پیدا ہونے والی خرابیوں اور اس کے برے نتائج کی وضاحت بڑی اہم چیز ہے بعض اوقات غلطی کا نتیجہ خود غلطی کرنے والے کے حق میں ہی برا ہوتا ہے۔ اس لیے مخاطب کو غلطی کے ارتکاب کی صورت میں اس کے نتائج وعواقب سے آگاہ کرنا ضروری ہے۔ بعض اوقات اس کے نتیجہ میں دوسروں کو بھی نقصان پہنچ سکتا ہے، اس کی وضاحت بھی ضروری ہوتی ہے، صحابہ کرامؓ نے بارہا ہر دو قسم کے نقصانات کو بیان کر کے مخاطب کو غلطی کے ارتکاب سے بچایا۔

رسول اللہ ﷺ نے زمانہ جاہلیت کی جن رسومات کو مٹا دیا تھا ان میں سے ایک رسم مردے کی لاش پر نوحہ کرنے کی بھی تھی۔ اہل کوفہ نے اس رسم کو پھر زندہ کرنا چاہا، چنانچہ علی بن ربیعہ سے روایت ہے کہ کوفہ میں سب سے پہلے قرظہ بن کعب کی میت پر نوحہ کیا گیا۔ حضرت مغیرہؓ بن شعبہ کو معلوم ہوا تو کہا رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

من ینح علیه فانه یعذّب بما ینح علیه یو م القیامة (52)

''جس شخص پر نوحہ کیا گیا اس پر روزِ قیامت اس کی وجہ سے عذاب کیا جائے گا۔''

حضرت عمر فاروقؓ جب ابولؤلؤ فیروز کے ہاتھوں شدید زخمی ہو گئے اور بچنے کی کوئی امید نہ رہی تو آپؓ کی صاحبزادی ام المؤمنین حضرت حفصہؓ شدتِ غم سے رونے لگیں حضرت عمرؓ نے ان کو مخاطب کر کے فرمایا:

مهلاً یا بنیةُ!ألم تعلمی ان رسول اللهﷺ قال:ان المیت یُعذب ببکاء اهله علیه(53)

---

(52) صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب المیت یعذب ببکاء اهلہ علیہ، ح:۲۱۵۷، ص ۳۷۶

(53) ایضاً کتاب الجنائز، باب المیت یعذب ببکاء اہلہ علیہ، ح:۲۱۴۲ ص:۳۷۳

Marfat.com

''اے بیٹی مت رو، کیا تمھیں معلوم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: بے شک میت کو اس کے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے☆۔''

اس طرح بعض اوقات غلطی کرنے والے کو غلطی سے روکنے کا یہ بھی ایک مؤثر طریقہ ہے کہ اسے بتایا جائے کہ غلطی کے ارتکاب کی صورت میں خود اس کو گھاٹے اور شدید نقصان کا خطرہ ہے۔

نضر بن انس کا بیان ہے کہ میں ابن عباسؓ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، جبکہ وہ لوگوں کو فتوی دے رہے تھے کہ اسی دوران ان کے پاس عراق سے ایک شخص حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ میں تصویریں بناتا ہوں۔ اس بارے میں آپ کا کیا فتوی ہے؟ ابن عباسؓ نے فرمایا اس کو میرے قریب کردو پھر فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے:

☆ ان احادیث کو یہاں موضوع کی وضاحت کے لئے درج کیا گیا ہے ورنہ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے یہ اور اس مفہوم کی دیگر تمام احدث کا درایت کی رو سے انکار کیا ہے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ وفات پاگئے ان کے اس قول کا میں نے حضرت عائشہؓ سے ذکر کیا تو وہ فرمانے لگیں:

یر حم الله عمر ، لا والله ! ما حدث رسول الله ﷺ ! ان الله یعذب المؤمن ببکاء احد ولکن قال : ان الله یزید الکافر عذاباً ببکاء اهله علیه ، وحسبکم القرآن ، ﴿ ولا تزروازرة وزراخری ﴾(i)

عمر پر اللہ رحم فرمائے! اللہ کی قسم رسول اللہ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا تھا، اللہ مومن کو کسی کے رونے سے عذاب دیتا ہے'' بلکہ آپ ﷺ نے تو یہ فرمایا تھا، بے شک اللہ تعالیٰ کافر کو اس کے اہل خانہ کے اس رونے سے عذاب دیتا ہے۔'' اور تمہیں قرآن کا یہ حکم، اور کسی دوسرے کا بوجھ دوسرے پر نہیں ڈالا جائے گا'' کافی ہے۔(ii)

حضرت عائشہ سے مروی ایک دوسری روایت میں ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کا گزر ایک یہودی کی قبر پر ہوا تو اس وقت آپ ﷺ نے یہ فرمایا تھا: ''اس قبر والے کو عذاب ہو رہا ہے جب کہ اس کے اہل خانہ اس پر رو رہے ہیں۔(iii)

(i) فاطر ۱۸ (ii) صحیح مسلم، کتاب الجنائز باب المیت یعذب ببکاء اهله، ح: ۲۱۵۰، ص ۳۷۴

(iii) سنن ابی داؤد کتاب الجنائز، باب فی النوح، ح: ۳۱۲۹، ص: ۴۵۸

من صوّرصورة فی الدنیا یکلّف یو م القیامة أن ینفخ فیه الروح ولیس بنافخ(54)

''جس نے دنیا میں کوئی تصویر بنائی، قیامت کے دن اسے حکم دیا جائے گا کہ اس میں روح ڈالو اور وہ ایسا نہیں کر سکے گا۔''

دوسری روایت میں مزید وضاحت ہے کہ آپؓ نے اس کو اپنے قریب کیا اور پھر بڑے پیار اور شفقت سے اس کے سر پر ہاتھ رکھا اور فرمایا: میں تمہیں اس کی خبر دیتا ہوں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ کا فرمان ہے:

''کل مصوّر فی النار، یجعل بکل صورة صوّرها نفس تعذبه فی جهنم، فان کنت لابد فاعلاً فا جعل الشجر ومالا نفسه''(55)

''ہر مصور جہنم میں ہوگا، جس جاندار کی اس نے تصویر بنائی ہوگی اسی کے ذریعہ اسے جہنم میں عذاب دیا جائے گا۔ اور اگر تم نے ضرور ہی تصویریں بنانی ہیں تو درختوں اور غیر جاندار چیزوں کی بناؤ۔''

فلسطین میں کچھ لوگوں کو جزیہ کی عدمِ ادائیگی کی وجہ سے سخت سزا دی جارہی تھی۔ حضرت ہشامؓ بن حکیم کا ادھر سے گذر ہوا تو سخت انداز میں تنبیہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: میں نے رسول اللہؐ کو فرماتے سنا ہے:

اِنّ الله یعذّب یو م القیامة الذین یعذّبو ن الناس فی الدنیا(56)

''بے شک اللہ تعالیٰ روزِ قیامت ان لوگوں کو عذاب دے گا جو دنیا میں لوگوں کو عذاب دیتے ہیں''۔

امیر معاویہؓ نے حضرت مالکؓ بن عبداللہ الخشعمی کو یہ لکھا کہ خمس علیحدہ کرتے وقت مالِ غنیمت میں سے بہترین مال میرے لیے منتخب کرلیا جائے، لیکن حضرت مالکؓ بن عبداللہ

---

(54) صحیح البخاری کتاب اللباس والزینۃ تحریم تصویر صورۃ الحیوان.....ح:۵۵۴۱،ص:۹۴۵

المسند، مسند عبداللہ بن عباسؓ، ح:۲۱۶۳، ۱/۴۰۰.

(55) المسند مسند عبداللہ بن عباسؓ، ح:۲۶۰۶، ۱/۵۰۶

(56) المسند حدیث ہشامؓ بن حکیم، خ:۱۵۴۱۹، ۴/۵۱۰

Marfat.com

نے اس حکم کی قطعاً پرواہ نہ کی۔ جب امیر معاویہؓ کے دربار میں حاضر ہوئے تو امیر معاویہؓ نے اس معاملہ کی باز پرس کی، تو انہوں نے بڑی دلیری اور سچائی کے ساتھ جواب دیا:

''خدا ہم دونوں کو غرق کرے۔ کیا تو یہ چاہتا ہے کہ تو جہنم کے ایک کونے میں گھسا بیٹھا ہو اور دوسرے کونے میں میں، فرشتوں نے مجھے جکڑ رکھا ہو۔ تو مجھ پر لعنت بھیجے میں اسے تیرا فعل قرار دوں اور تو اسے میرا فعل قرار دے۔'' (57)

ایک بار رات کے وقت خلیفۂ وقت عبدالملک بن مروان نے اپنے خادم کو آواز دی اس نے آنے میں دیر کر دی تو اس نے اس پر لعنت بھیجی۔ حضرت ام الدرداءؓ اس کے محل میں تھیں۔ صبح ہوئی تو فرمایا تم نے رات اپنے خادم پر لعنت بھیجی حالانکہ میں نے حضرت ابوالدرداءؓ سے رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان سنا ہے۔

''لا یکون اللعّانون شفعاء ولا شهداء، یوم القیامة'' (58)

''لعنت بھیجنے والے قیامت کے دن شفعاء یا شہداء نہ ہونگے۔''

اگر داعی غلطی کرنے والے کی اصلاح کرتے وقت تنبیہ کے اس اسلوب کو اختیار کرے تو قوی امید ہے کہ اس کی دعوت کارگر ہوگی، کیونکہ فطری طور پر کوئی بھی انسان نقصان کو پسند نہیں کرتا خواہ وہ نقصان اس کا اپنا ہو یا کسی دوسرے مسلمان بھائی کا۔ بالخصوص اگر غلطی کے مرتکب شخص پر اچھی طرح واضح ہو جائے کہ غلطی کے ارتکاب کی صورت میں فائدہ بالکل ہی نہیں اور نقصان ایسا ہے کہ جس کی تلافی بھی ممکن نہیں تو قوی امید ہے کہ وہ اپنے آپ کو اس برائی میں مبتلاء ہونے سے بچالے گا۔

لاعلم اور جان بوجھ کر غلطی کرنے والے میں فرق کرنا

غافل کو یاددہانی اور جاہل کو تعلیم دینے کی ضرورت ہے، جسے کوئی شبہ یا غلط فہمی ہو اسے

---

(57) اسد الغابہ تذکرہ مالکؓ بن عبداللہ، ۴/۲۸۴

(58) صحیح مسلم کتاب البر والصلہ والادب، باب النہی عن لعن الدواب وغیرھا، ح:۶۶۱۰، ص:۱۱۳۴

Marfat.com

پوری وضاحت اور دلائل کے ساتھ بات سمجھانے کی ضرورت ہے۔ جبکہ غلطی پر اصرار کرنے والے کو نصیحت کی ضرورت ہوتی ہے۔ لہٰذا یہ کسی طرح بھی درست نہیں کہ مسئلہ سے واقف اور ناواقف کو ایک ہی انداز سے تنبیہ کی جائے۔ بلکہ جاہل پر سختی کرنے سے عام طور پر اس کے دل میں نفرت اور انکار کے جذبات پیدا ہوتے ہیں اور بسا اوقات یہ ردِ عمل بڑا نامناسب اور سخت بھی ہوسکتا ہے۔ اس لیے داعی کا فرض ہے کہ وہ مخاطب کے مخالفانہ رویے سے بچنے کے لیے پہلے اس کو نرمی اور محبت کے ساتھ تعلیم دے اور اس کی غلط فہمی کو دور کرے۔

محمد بن سیرین سے روایت ہے: ایک آدمی حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: میں اور میرے ایک ساتھی نے تنگ گھاٹی میں گھوڑے ڈالے تو ہم نے احرام کی حالت میں ایک ہرن مار گرایا آپؓ کا کیا خیال ہے؟ حضرت عمرؓ نے ایک آدمی سے فرمایا جوان کے پہلو میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آؤ تاکہ میں اور آپ حکم کریں۔

راوی کا بیان ہے کہ دونوں نے ایک بکری کا حکم کیا۔ وہ آدمی واپس جاتے ہوئے کہہ رہا تھا: یہ امیر المؤمنینؓ ہیں جو ایک ہرن کا فیصلہ بھی نہیں کر سکتے، یہاں تک کہ ایک اور آدمی کو بلا کر فیصلہ کیا۔ حضرت عمرؓ نے اس کی بات سن کر اسے بلایا اور فرمایا: کیا تم سورۃ المائدہ پڑھتے ہو؟ کہا: نہیں، فرمایا: کیا تم اس شخص کو جانتے ہو جس نے میرے ساتھ فیصلہ کیا؟ کہا: نہیں، فرمایا: اگر مجھے معلوم ہو جاتا کہ تم نے سورۃ المائدہ پڑھی ہے تو میں تمہاری پٹائی کرتا۔ پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے:

يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْيًا بَالِغَ الْكَعْبَةِ (59) ''تم میں سے دو ثقہ آدمی اس کا حکم کریں''

اور یہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ ہیں۔ (60)

افریقہ کے قاضی عبدالرحمٰن بن رافع التنوخیؒ کا بیان ہے کہ جب حضرت معاذؓ بن جبل شام گئے تو انھوں نے دیکھا کہ اہل شام وتر نہیں پڑھتے۔ انہوں نے امیر معاویہؓ سے پوچھا

---

(59) المائدہ، ۵:۹۵۔

(60) الموطا، کتاب الحج، باب فدیۃ ما اصیب من الطیر والوحش، ح:۵۰۳، ص ۲۷۵

Marfat.com

:کیا وجہ ہے میں دیکھتا ہوں کہ اہلِ شام وتر نہیں پڑھتے؟ امیر معاویہؓ نے کہا: کیا یہ ان پر واجب ہیں؟ حضرت معاذؓ نے فرمایا: ہاں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے۔

زادنی ربی صلاةً وهي الوتر، وقتها مابين العشاء إلى طلوع الفجر (61)

''میرے رب نے مجھ پر ایک نماز زائد کردی ہے اور وہ وتر ہے، جس کا وقت عشاء اور طلوع فجر کے درمیان ہے۔''

ایک شخص ربیعہ بن امیہ نے ایک عورت سے متعہ کیا، جس سے وہ حاملہ ہوگئی۔ حضرت عمرؓ کو پتہ چلا تو سخت ناراضی کی حالت میں چادر گھسیٹتے ہوئے تشریف لائے اور فرمایا:

هٰذه المتعة ولو كنت تقدّمت فيها لرجمت (62)

''یہ متعہ ہے اگر میں نے پہلے سے اس کا اعلان کیا ہوتا تو اس شخص کو سنگسار کرتا''

ایک دن حضرت ام سلمہؓ نے اپنے بھتیجے کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، چونکہ سجدہ گاہ غبار آلود تھی وہ سجدہ کرتے وقت مٹی جھاڑتے تھے۔ حضرت ام سلمہؓ نے فرمایا: پھونکیں مت مارو کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے رباح نامی غلام نے جب حالتِ نماز میں ایسا کیا تھا تو آپ ﷺ نے اس سے فرمایا:

ترب وجهك يا رباح (63)

''اے رباحؓ! تو اپنا چہرہ (اللہ کی راہ میں) غبار آلود کرتا ہے (لہٰذا اس کو صاف کرنے کی ضرورت نہیں ہے)۔''

ان واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرامؓ لاعلمی میں غلطی کرنے والے کو معذور سمجھتے ہوئے اس کے ساتھ نرم رویہ رکھتے تھے اور اس کو تعلیم دینا ضروری خیال کرتے تھے۔ جیسا کہ حضرت عمرؓ نے اعتراض کرنے والے شخص کو محض اس وجہ سے چھوڑ دیا کیونکہ وہ مسئلہ کی حقیقت سے لاعلم تھا، نیز آپؓ نے اس کو حکمِ شرعی کی تعلیم بھی دی۔

---

(61) المسند، حدیث معاذؓ بن جبل، ح: ۲۱۵۹۰، ۶/۳۲۰

(62) الموطا کتاب النکاح، باب نکاح المتعہ، ح: ۶۱۷، ص: ۳۴۱

(63) المسند حدیث ام سلمۃ زوج النبی ﷺ، ح: ۲۶۲۰۴، ۴۵۵۷

لاعلمی میں غلطی کرنے والا شخص غیر شعوری طور پر راہِ راست سے ہٹ جاتا ہے بلکہ بعض اوقات وہ اپنے آپ کو حق پر سمجھتا ہے، لہٰذا ایسے شخص کی غلط فہمی کو دور کرنا داعی کا اولین کام ہے۔ اور اگر وہ غلط فہمی میں گناہ کا ارتکاب کر چکا ہو تو ایسے شخص اور جان بوجھ کر غلطی کرنے والے کی اصلاح کرتے وقت ایک ہی صف میں کھڑا کرنا درست نہیں ہے۔

کسی کو غلطی پر قرار دینے میں جلدی نہ کریں

داعی اور مبلغ کسی مسئلہ میں حکم شرعی سے واقف ہو اور پھر اس کے سامنے اس کے خلاف دوسرا قول یا حکم شرعی بیان کیا جائے تو اسے چاہیے کہ تحقیق کے بغیر اسے غلط قرار نہ دے، ممکن ہے کہ اس قول کو قبول کرنے کی گنجائش موجود ہو۔ اس نکتہ کی توضیح میں حضرت عمرؓ کے ساتھ پیش آنے والا واقعہ بہترین مثال ہے وہ خود فرماتے ہیں:

''رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں ایک بار میں نے ہشامؓ بن حکیم بن حزام کو سورۃ الفرقان کی تلاوت کرتے ہوئے سنا۔ میں ان کی قرأت توجہ سے سننے لگا۔ میں نے دیکھا کہ وہ کئی الفاظ اس انداز سے پڑھ رہے ہیں جس طرح مجھے رسول اللہ ﷺ نے نہیں پڑھائے تھے۔ میرا جی چاہا کہ انہیں نماز ہی میں پکڑ لوں، لیکن میں نے صبر کیا، حتی کہ انھوں نے سلام پھیر لیا۔ تب میں نے انھیں ان کی چادر سے پکڑ کر کہا! ''آپ '' کو یہ سورت کس نے سکھائی ہے جو میں نے آپؓ کو پڑھتے سنا ہے؟'' انھوں نے کہا: ''مجھے رسول اللہ ﷺ نے پڑھائی ہے؟'' میں نے کہا! ''آپؓ غلط کہتے ہیں جس طرح آپ نے پڑھی ہے، مجھے رسول اللہ ﷺ نے اس سے مختلف انداز سے پڑھائی ہے۔'' میں انھیں پکڑ کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں لے گیا اور عرض کیا: میں نے انھیں سورۃ الفرقان کے کئی الفاظ اس طرح پڑھتے سنا ہے جس طرح آپ ﷺ نے مجھے نہیں پڑھائے'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

Marfat.com

''انہیں چھوڑ دیجیے'' اور فرمایا: ''ہشامؓ! پڑھیے انھوں نے سورت اسی طرح پڑھی جس طرح میں نے انھیں پڑھتے سنا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسی طرح نازل ہوئی ہے۔'' پھر فرمایا: عمرؓ! آپ پڑھیے'' میں نے اسی طرح پڑھی جس طرح رسول اللہ ﷺ نے مجھے پڑھائی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسی طرح نازل ہوئی ہے''۔ اور پھر ارشاد فرمایا:

اِنَّ ھذا القرآن انزل علی سبعة احرف فاقرؤا ماتیسّر من(64)

''یہ قرآن سات طریقوں پر نازل ہوا ہے۔ لہٰذا جو طریقہ آسان معلوم ہو اسی طرح پڑھ لیا کرو۔''

نافع اور عبداللہ بن دینار کا بیان ہے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کوفہ میں حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کے پاس گئے جو وہاں کے امیر تھے۔ انہیں موزوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھ کر حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے ان پر اعتراض کیا۔ سعدؓ بن ابی وقاص نے ان سے فرمایا کہ جب اپنے والد محترم کی خدمت میں جاؤ تو ان سے دریافت کرنا۔ عبداللہؓ واپس آئے تو حضرت عمرؓ سے اس بارے میں پوچھنا بھول گئے، یہاں تک کہ حضرت سعدؓ تشریف لے آئے اور فرمایا: کیا تم نے اپنے والد سے پوچھا تھا؟ انھوں نے نفی میں جواب دیا۔ چنانچہ حضرت عبداللہؓ کے سوال پر حضرت عمرؓ نے فرمایا، کہ جب تم اپنے پاک پیروں میں موزے پہنا کرو تو موزوں پر مسح کر لیا کرو۔ حضرت عبداللہؓ نے عرض کیا کہ خواہ کوئی قضائے حاجت سے فارغ ہو کر آئے؟ فرمایا: ہاں۔(65)

---

(64) صحیح البخاری، کتاب فضائل القرآن، باب انزل القرآن علی سبعۃ احرف، ح:۴۹۹۲
جامع الترمذی، ابواب القرآن، باب ماجاء ان القرآن انزل سبعۃ احرف، ح:۲۹۴۳،
الموطا، کتاب القرآن، باب ماجاء فی القرآن، ح:۲۳۵، ص:۱۴۶
المسند عمر بن خطاب، ح:۱۵۹، ۱/۴۱

(65) الموطا، کتاب الطہارۃ، باب ماجاء فی المسح علی الخفین، ح:۳۷، ص:۵۱

Marfat.com

حضرت ابوسعید خدریؓ جب ایک سفر سے اپنے گھر واپس لوٹے اور گھر والوں نے ان کے آگے گوشت رکھا تو فرمایا: کہیں یہ گوشت قربانی کا تو نہیں؟ بتایا گیا قربانی کا ہے۔ تو حضرت ابوسعیدؓ نے فرمایا: کیا رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع نہیں فرمایا؟ عرض کی گئی کہ آپؐ کے جانے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اس کی اجازت دے دی ہے۔ حضرت ابوسعیدؓ تحقیق کے لئے باہر نکلے تو انہیں بتایا گیا کہ رسول اللہ ﷺ کا حکم ہے:

''میں نے تمہیں منع کیا تھا کہ تین روز کے بعد قربانی کا گوشت نہ کھانا لیکن اب کھاؤ، خیرات کرو اور جمع کرو'' (66)

ان واقعات میں ہر داعی کے لئے چند امور قابل توجہ ہیں:

☆ داعی کے سامنے اگر کوئی دوسرا قول پیش کیا جائے جس سے وہ واقف نہ ہو تو بہتر یہ ہے کہ تحقیق کے بغیر اس کو غلط قرار نہ دے، ایسا نہ ہو کہ جلدی میں کئے گئے فیصلہ پر بعد میں پچھتانا پڑ جائے۔

☆ اگر کسی مسئلہ میں مختلف آراء اور متضاد اقوال سامنے آئیں تو بہتر یہ ہے کہ داعی خود تحقیق حال کیلئے نکلے جیسا کہ حضرت ابوسعید الخدریؓ نے خود مسئلہ کی تحقیق فرمائی۔

☆ حضرت عمرؓ اور ہشامؓ بن حکیم بن حزام کے واقعہ میں یہ نکتہ بھی قابل غور ہے کہ غلطی کے ارتکاب پر سزا دینے میں جلدی کرنا بھی درست نہیں ہے۔

یاددہانی

بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ غلطی کرنے والے کو اپنی غلطی کا احساس ہی نہیں ہوتا بلکہ وہ اسے درست سمجھ کر ہی کر رہا ہوتا ہے۔ اس صورت میں داعی کیلئے فقط اتنا ہی کافی ہے کہ وہ مخاطب کو اصل مسئلہ یاد دلا دے اور غلطی سے آگاہ کر دے۔ صحابہ کرامؓ کی سیرت سے اس اسلوبِ دعوت کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

حضرت ہمام کا بیان ہے کہ ایک بار حضرت حذیفہؓ نے مدائن میں ایک چبوترے پر چڑھ کر لوگوں کو نماز پڑھانا شروع کی۔ حضرت ابومسعودؓ نے ان کا دامن پکڑ کر کھینچ لیا، وہ نماز

---

(66) الموطا، کتاب الضحایا، باب ادخار لحوم الاضاحی، ح:۴۹۱، ص:۳۰۸

Marfat.com

نے فارغ ہوئے تو فرمایا:

ألم تعلم انهم كانوا ينهون عن ذالک" قال : بلیٰ قد ذكرت حين مددتنی(67)

"کیا تمہیں خبر نہیں کہ (عہد نبوت میں) لوگ اس سے روکے جاتے تھے، بولے: تم نے دامن کھینچا تو مجھے یاد آیا"۔

مدائن ہی میں ایک دوسرے موقع پر حضرت عمار بن یاسرؓ چبوترے پر چڑھ کر لوگوں کو نماز پڑھانے لگے تو حضرت حذیفہؓ نے ان کا ہاتھ پکڑ کر چبوترے سے نیچے کھینچ لیا۔ عمار بن یاسرؓ جب نماز سے فارغ ہو گئے تو حضرت حذیفہؓ نے ان کو یاد دہانی کرواتے ہوئے کہا:

ألم تسمع رسول اللهﷺ يقول: اذا اَمَّ الرجلُ القومَ فلا يقم فی مكان ارفع من مقامهم قال عمارؓ: لذالک اتبعتک حين أخذتَ علی يَدَیَّ(68)

"کیا تم نے رسول اللہ ﷺ سے نہیں سنا کہ جب کوئی کسی قوم کی امامت کروائے تو ان سے بلند جگہ پہ کھڑا نہ ہو؟ حضرت عمارؓ نے فرمایا: اسی لیے جب تم نے میرا ہاتھ پکڑا تو میں پیچھے ہٹ گیا۔"

یزید بن اوسؓ کہتے ہیں کہ میں حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کی عیادت کے لیے گیا۔ اس وقت ان پر موت کے آثار ظاہر ہو چکے تھے۔ ان کی بی بی رونے لگی، ابو موسیٰ اشعریؓ نے اس کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

أما سَمِعتِ ما قال رسول اللهﷺ؟ قالت: "بَلٰی" قال: فسكتت"

"کیا تمہیں رسول اللہ ﷺ کے فرمان کی خبر نہیں؟ وہ فوراً چپ ہو گئیں۔

راوی کہتے ہیں کہ جب ابو موسیٰؓ کی وفات ہو گئی تو میں نے ان کی بیوی سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کا وہ کون سا فرمان تھا جس کی یاد دھانی ابو موسیٰؓ نے آپ کو کرائی تھی اور آپؓ خاموش ہو گئی تھیں کہنے لگیں آپ ﷺ کا یہ فرمان:

---

(67) سنن ابی داؤد، کتاب الصلوۃ، باب الامام یقوم مکانا ارفع من مکان القوم، ح:۵۹۷، ص:۹۸

(68) سنن ابی داؤد، کتاب الصلوۃ، باب الامام یقوم مکانا ارفع من مکان القوم، ح:۵۹۸، ص:۹۸

Marfat.com

لیس منّا من حلق و من سلق ومن خرق(69)

''جو شخص (میت کے غم میں) سر منڈوا ڈالے، یا چلا کر روئے یا کپڑے پھاڑے اس کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔''

ایک مرتبہ حضرت مقدامؓ بن معدیکدب، عمروؓ بن اسود اور بنی اسد کا ایک آدمی وفد کی صورت میں امیر معاویہؓ کے پاس آئے، حضرت مقدامؓ نے امیر معاویہؓ کو مخاطب کر کے فرمایا: میں آپؓ سے چند باتیں کہنا چاہتا ہوں اگر سچ ہوں تو ماننا اور اگر جھوٹ ہوں تو رد کر دینا، انھوں کہا: فرمایئے، مقدامؓ نے کہا: میں تم کو خدا کی قسم دلا کر پوچھتا ہوں کہ کیا آنحضرت ﷺ نے ریشم پہننے سے منع نہیں فرمایا؟ انھوں نے کہا: ہاں، پوچھا: میں تم کو اللہ کی قسم دلا کو پوچھتا ہوں، کیا تم نے رسول اللہ ﷺ سے سونے کے استعمال کی ممانعت نہیں سنی؟ کہا: ہاں، پوچھا! میں تمہیں اللہ کی قسم دلا کر پوچھتا ہوں کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے درندوں کی کھال پہننے اور اس کے بچھانے سے منع نہیں فرمایا؟ کہاں: ہاں، حضرت مقدامؓ نے کہا: خدا کی قسم میں یہ تمام چیزیں تمھارے گھر میں دیکھتا ہوں۔ اس پر امیر معاویہؓ نے کہا :مقدام! مجھ کو یقین ہے کہ میری تمہارے سامنے پیش نہ چلے گی، چنانچہ اپنی غلطی کو تسلیم کیا اور حکم دیا کہ مقدام کو ان کے ساتھیوں کی نسبت زیادہ انعام دیا جائے۔(70)

حضرت خالد بن حکیمؓ بن حزام کا گذر ابوعبیدہؓ بن الجراح پر ہوا، دیکھا کہ وہ کچھ لوگوں کو جزیہ کی وجہ سے سزا دے رہے ہیں حضرت خالدؓ نے ان کو یاد دھانی کے انداز میں کہا:

أما سمعت رسول اللّٰہ ﷺ یقول: ان اشدّ الناس عذابا یوم القیامة اشدّھم عذابا فی الدنیا فقال: اذھب فخلّ سبیلھم(71)

''کیا آپؓ نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے نہیں سنا کہ قیامت میں سب سے زیادہ سخت سزا اس شخص کو ملے گی جو دنیا میں دوسروں کو سخت سزا دیتا ہے۔ ابوعبیدہؓ نے جواب دیا: اچھا جاؤ ان کو چھوڑ دو۔''

---

(69) سنن ابی داؤد کتاب الجنائز، باب فی النوح، ح:۳۱۳۰، ص:۴۵۹

(70) سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، باب فی جلود النمور والسباع، ح:۴۱۳۱، ص:۵۸۱

(71) اسد الغابہ، تذکرہ خالد بن حکیم بن حزام، ۲:۷۸

عبدالرحمٰن بن زید انصاری کا بیان ہے کہ حضرت انسؓ بن مالک جب عراق سے آئے تو حضرت ابوطلحہؓ اور حضرت ابیؓ بن کعب ان کے پاس تشریف لائے۔ انھوں نے ان کے سامنے آگ سے پکا ہوا کھانا پیش کیا۔ انھوں نے اس سے کھایا پھر حضرت انسؓ کھڑے ہوئے اور وضو کیا تو ابوطلحہؓ اور ابیؓ بن کعب نے فرمایا: اے انسؓ! کیا یہ عراق کا اثر ہے؟ انسؓ فرماتے ہیں ''لیتنی لم افعل'' کاش میں ایسا نہ کرتا، پھر ابوطلحہؓ اور ابیؓ بن کعب نے بغیر وضو کئے نماز پڑھی۔ (72)

یعلی بن امیہ کا بیان ہے:

طفت مع عمر بن الخطابؓ فاستلم الركن، قال يعلى: فكنت مما يلى البيت فلما بلغت الركن الغربى الذى يلى الا سود جررت بيده ليستلم، فقال: ماشأنك؟ فقلت: ألاتستلم؟ قال: ألم تطف مع رسول اللهﷺ؟ فقلت: بلى، فقال: أفرأيته يستلم هذين الركنين الغربيين قال: قلت: لا، قال: أفليس لك فيه اسوة حسنة؟قال: قلت: بلى،قال:فانفذعنك"(73)

''میں نے حضرت عمرؓ کے ساتھ طواف کیا تو انھوں نے حجر اسود کا استلام کیا۔ یعلی کہتے ہیں: پس میں بیت اللہ کے سامنے تھا، جب میں مغربی کونے تک پہنچا جو حجر اسود کے ساتھ ملا ہوا ہے تو میں نے ان کے ہاتھ کو کھینچا تا کہ وہ رکن یمانی کا استلام کریں۔ عمرؓ نے فرمایا: کیا بات ہے؟ میں نے کہا: کیا آپؓ رکن یمانی کا استلام نہیں کریں گے۔ تو عمرؓ نے فرمایا: کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ طواف کیا ہے؟ میں نے کہا: ہاں فرمایا: کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کو

---

(72) الموطا، کتاب الطہارۃ، باب ترک الوضوء مما مست النار، ح: ۳۰ ص، ۴۶

(73) المسند، مسند عمر بن خطابؓ، ح: ۳۱۵، ۱/۴۷

ان دو مغربی رکنوں کا استلام کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ میں نے کہا:
نہیں، فرمایا: کیا تمھارے لیے آپ ﷺ کی ذات میں نمونہ نہیں
ہے؟ میں نے کہا: کیوں نہیں؟ فرمایا: آگے چلتے رہو۔

مجاہد کا بیان ہے کہ عبداللہ بن عباسؓ نے حضرت امیر معاویہؓ کے ساتھ طواف کیا تو امیر معاویہؓ نے تمام ارکان کا استلام کرنا چاہا، ابن عباسؓ کہنے لگے: آپ ان دو رکنوں کو کیوں چومتے ہیں، جبکہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو نہیں چوما؟ تو امیر معاویہؓ نے جواب دیا: کیا ان کو چھوڑ دینا چاہیے؟

تو ابن عباسؓ نے فرمایا:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ بے شک تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ کی زندگی
اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (74) میں بہترین نمونہ ہے۔ امیر معاویہؓ نے کہا:
فقال معاوية صدقت آپؓ نے سچ کہا۔(75)

شرحبیل بن سعد مدینہ میں اپنے ایک باغ میں شکار کی غرض سے جال لگا رہے تھے، زیدؓ بن ثابت کا ادھر سے گذر ہوا تو آپؓ زور سے چلائے اور فرمایا:

ألم تعلموا ان رسول الله ﷺ ''کیا تمہیں معلوم نہیں کہ رسول
حرم صيدها(76) اللہ ﷺ نے یہاں شکار کی ممانعت کی ہے۔''

غلطی پر تنبیہ کا یہ اسلوب اس وقت اختیار کیا جاتا ہے جب داعی کو یقین ہو کہ مخاطب مسئلہ کی حقیقت کو جانتا ہے اور اس وقت اس سے جو غلطی سرزد ہو رہی ہے وہ محض اس کی غفلت یا بھول پن کی وجہ سے ہے۔ اس صورت میں داعی کا کام صرف یہ ہے کہ وہ غلطی کا ارتکاب کرنے والے کو یاددھانی کروادے کہ جو وہ کر رہا ہے وہ درست نہیں ہے۔ اور یہ ایسا طریقہ ہے جس میں مخاطب کے راہ راست پر آجانے کے امکانات قوی تر ہوتے ہیں، جیسا کہ مذکورہ بالا واقعات سے اس کی وضاحت ہوتی ہے۔

---

(74) الاحزاب، ۲۱:۳۳

(75) المسند، مسند عبداللہ بن عباسؓ، ح: ۱۸۸۰، ۱/۳۵۹

(76) المسند، حدیث زیدؓ بن ثابت، ح: ۲۱۱۵۵، ۲/۲۴۵

Marfat.com

فرضی / غیر ضروری سوالات کی حوصلہ شکنی

غیر ضروری سوالات اور ان کے جوابات سے نہ صرف وقت کا ضیاع ہوتا ہے بلکہ انسان اپنی آزاد رائے کو پابند اور راستہ کو تنگ کر لیتا ہے۔ اس لیے اسلام کی تربیت یہ ہے کہ غیر ضروری سوالات سے احتراز کرتے ہوئے انسان اپنی آزادانہ رائے کو استعمال کرے، جس سے اس میں خود اعتمادی کا جذبہ پیدا ہوگا اور عقل و فہم اور شعور میں پختگی آئے گی۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرامؓ سے اگر کسی نے غیر ضروری سوال کیا تو انہوں نے ہمیشہ اس کی حوصلہ شکنی کی۔

حضرت خارجہ بن زید کہتے ہیں: میرے والد حضرت زیدؓ بن ثابت سے جب کوئی سوال پوچھا جاتا تو اس وقت تک اس کے بارے میں اپنی سمجھ سے کوئی جواب نہ دیتے جب تک یہ نہ پوچھ لیتے کہ یہ بات ہو چکی ہے یا نہیں؟ اگر وہ نہ ہوئی ہوتی تو اس کا جواب نہ دیتے اور اگر ہو چکی ہوتی تو پھر اس کے بارے میں گفتگو فرماتے۔ اور جب بھی ان سے کوئی مسئلہ پوچھا جاتا تو پہلے پوچھتے کہ کیا یہ پیش آ چکا ہے؟ تو اگر کوئی آدمی ان سے کہتا: اے ابو سعیدؓ! ابھی پیش تو نہیں آیا لیکن ہم پہلے سے اس کا جواب تیار کر رہے ہیں تو آپؓ فرماتے اسے چھوڑ دو۔ اور اگر پیش آ چکا ہوتا تو اس کا جواب دیتے۔ (77)

مسروقؒ کہتے ہیں: میں نے حضرت ابیؓ بن کعب سے ایک مسئلہ پوچھا تو انہوں نے فرمایا: کیا یہ پیش آ چکا ہے؟ میں نے کہا: نہیں، فرمایا: جب تک یہ پیش نہ آئے اس وقت تک مجھے آرام سے رہنے دو۔ (78)

حضرت عمار بن یاسرؓ سے ایک مسئلہ دریافت کیا گیا تو آپؓ نے سائل سے فرمایا: کیا یہ مسئلہ پیش آ چکا ہے؟ لوگوں نے بتایا: نہیں، تو فرمایا: جب تک یہ مسئلہ پیش نہ آ جائے اس وقت تک ہمیں چھوڑے رکھو، جب یہ پیش آ جائے گا تب زور لگا کر اس کا صحیح جواب نکال کر تمہیں بتائیں گے۔ (79)

---

(77) جامع بیان العلم، ذم کثرۃ المسائل، ۲: ۱۴۲، ۱۴۳

(78) جامع بیان العلم، ذم کثرۃ المسائل، ۲: ۱۴۲ — ابن سعد، تذکرہ ابیؓ بن کعب، ۳/ ۵۰۰

(79) ابن سعد، تذکرہ عمار بن یاسرؓ ۳: ۲۵۶

Marfat.com

فوری اور ضروری مسائل کو چھوڑ کر غیر ضروری اور فرضی مسائل کو جاننے کی کوشش کرنا سعی لا حاصل ہے، چونکہ یہ بھی ایک نوع کی غلطی اور غیر نفع مند فکری رجحان ہے، اس لیے صحابہ کرامؓ نے اس کی حوصلہ شکنی کی، تا کہ کہیں لوگ فرضی مسائل میں پڑ کر ضروری مسائل کی تعلیم ہی سے دور نہ ہو جائیں۔

تائید حق

اگر کسی جگہ کوئی فرد یا جماعت اعلاء کلمۃ الحق کے لیے سرگرم ہو اور کچھ لوگ ان کی راہ میں مزاحمت کر رہے ہوں تو ایسے لوگوں کی تائید بھی درحقیقت اشاعتِ حق کی ایک صورت ہے اور یہ بھی گویا دعوت و تبلیغ کی ایک بالواسطہ صورت ہے۔ اس قسم کی صورتِ حال میں داعی کا فرض ہے کہ وہ اپنے علم، تجربے، اور شخصیت کا وزن حق کی آواز بلند کرنے والے کے ساتھ ملا کر اس کی مدد کرے اور رائے عامہ کو اس کے حق میں استوار کرے۔ اس تائید میں دوسرے فریق کے لیے بھی ایک قسم کی تنبیہ کا سامان موجود ہوتا ہے۔ دعوت کے اس بالواسطہ اسلوب کی وضاحت اس واقعہ سے ہوتی ہے۔

طارق بن شہاب روایت کرتے ہیں کہ مروان حاکمِ مدینہ نے عید کے دن منبر نکلوایا اور نماز سے قبل خطبہ پڑھنا شروع کر دیا، ایک آدمی کھڑا ہو کر کہنے لگا:

یامروان!خَالفتَ السنة اخر جت المنبر فی یوم عید ولم یخرج فیه وبدأت بالخطبة قبل الصلوة،فقال ابو سعیدٌ الخدری!من ھٰذا؟ قالوافلان بن فلان فقال:امّاھٰذا فقد قضٰی ماعلیه، سمعت رسول اللّٰہ ﷺ یقول: من رأیٰ منکراً فاستطاع ان یغیّرہ بیدہ فلیغیّرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانه فان لم یستطع فبقلبه و ذالک اضعف الایمان(80)

(80) سنن ابی داؤد، کتاب الصلوۃ باب الخطبۃ یوم العید، ۱۱۴۰، ص:۱۷۱

Marfat.com

''اے مروان تو نے سنت کی خلاف ورزی کی ہے، تو نے عید کے دن منبر نکالا حالانکہ یہ اس سے قبل نہیں نکالا گیا اور تو نے عید سے قبل خطبہ پڑھنا شروع کر دیا۔'' ابو سعید خدریؓ نے پوچھا: یہ کون ہے؟ لوگوں نے بتایا: فلاں ہے۔ فرمایا! خواہ کچھ ہو مگر اس نے اپنا فرض پورا کر دیا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کہتے ہوئے سنا ہے: جو شخص منکر کو دیکھے تو اس کو ہاتھ سے دفع کرے اگر اس پر قدرت نہ ہو تو زبان سے اور اگر یہ بھی نہ ہو تو کم از کم دل سے ضرور برا سمجھے اور یہ ایمان کا ضعیف ترین درجہ ہے۔''

حجاج بن یوسف خطبہ حج کے لیے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے ہمراہ نکلا۔ سالم بن عبداللہؒ بھی ہمراہ تھے انہوں نے حجاج بن یوسف کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

ان کنت تريد ان تصيب السنّة اليوم، فاقصرِ الخطبة وعجّل الصلٰوة، فجعل ينظر الىٰ عبدالله بن عمرؓ كى ما يسمع ذٰلك منه فلمّارأى ذٰلك عبدالله ؓ قال: صدق سالم(81)

''اگر آج تم سنت کو حاصل کرنا چاہتے ہو تو مختصر خطبہ دینا اور نماز جلدی پڑھانا، حجاج بن یوسف عبداللہ بن عمرؓ کی طرف دیکھنے لگا کہ اس بارے میں ان سے سنے، جب عبداللہ ابن عمرؓ نے یہ بات دیکھی تو فرمایا: ''سالم نے ٹھیک کہا ہے۔''

لہجے کی درشتگی سے غلطی پر تنبیہ

غلطی واقع ہونے پر یا اس کا علم ہوتے ہی مبلغ اور داعی کا متوازن ردِ عمل جس کا اثر اس کی آواز اور اندازِ کلام سے ظاہر ہو رہا ہو، یہ اس بات کی علامت ہے کہ اس کے دل میں برائی کے خلاف سخت نفرت موجود ہے اور وہ اس پر خاموش نہیں رہ سکتا۔ اس سے مخاطبین کے دلوں میں اس برائی سے خوف پیدا ہو جاتا ہے اور مربی کی اس جذباتی کیفیت کا ان کے دلوں پر بہت اثر ہوتا ہے۔ اس کے برعکس اگر غلطی پر پردہ ڈال دیا جائے یا ردِ عمل ظاہر کرنے

(81) الموطا کتاب الحج، باب الصلوۃ فی البیت وقصر الصلوۃ وتعجیل الخطبۃ، ح:۴۲۲، ص:۲۶۶

Marfat.com

میں تاخیر کی جائے تو بعد میں اس پر تبصرہ کرنے سے مطلوبہ فوائد حاصل نہیں ہو سکتے۔ اس اسلوب دعوت کی افادیت مسلمہ ہے۔ اس کی وضاحت حِطّان بن عبداللہ الرقاشی کی روایت سے ہوتی ہے وہ فرماتے ہیں:

میں ایک مرتبہ ابوموسیٰ اشعریؓ کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا وہ قعدہ میں تھے کہ کسی نے زور سے ایک فقرہ کہا جو مسنون دعاؤں میں سے نہ تھا۔ ابوموسیٰؓ نماز ختم کر چکے تو پوچھا: یہ کلمہ کس نے کہا تھا؟ لوگ خاموش رہے، پھر پوچھا: فلاں بات کس نے کہی تھی؟ لوگ پھر چپ رہے۔ تو بولے: حِطّان! شاید تم نے کہا ہوگا؟ انہوں نے کہا: میں نے نہیں کہا۔ مجھ کو پہلے ہی خطرہ تھا کہ آپؓ مجھ پر ڈانٹ ڈپٹ کریں گے۔ اتنے میں ایک شخص نے اقرار کیا: میں نے کہا اور اس سے میرا مقصد بد نیتی نہ تھی بلکہ بھلائی تھی۔ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے کسی قسم کی ترش روئی کا اظہار نہ کیا، بلکہ بڑی نرمی اور شفقت سے مسنون نماز کا پورا طریقہ بتادیا۔(82)

حاکمِ مدینہ مروان بن حکم مغرب کی نماز میں چھوٹی سورتیں تلاوت کرتا تھا۔ حضرت زیدؓ بن ثابت نے مروان کے اس عمل پر اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: تمہیں کیا ہے؟ کہ تم مغرب کی نماز میں چھوٹی صورتیں پڑھتے ہو، حالانکہ رسول اللہ ﷺ طویل سورتیں پڑھا کرتے تھے۔(83)

چونکہ چھوٹی سورتوں کا پڑھنا جائز تھا اس لیے حضرت زیدؓ نے اس کو غلط تو نہیں کہا تاہم اس عمل پر مداومت اختیار کرنا چونکہ ان کے نزدیک درست نہ تھا اس لیے انھوں نے بڑے نچلے تلے انداز میں اس پر اپنی ناراضی کا اظہار فرمایا۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے پہلو میں ایک شخص نے نماز پڑھی۔ جب وہ چوتھی رکعت

---

(82) صحیح مسلم، کتاب الصلوۃ، باب التشہد فی الصلوۃ، ح:۹۰۴، ص:۱۷۱
المسند، حدیث ابی موسیٰ الاشعری، ح:۱۹۱۶۶، ۵/۵۵۹

(83) صحیح البخاری، کتاب الاذان باب القرأت فی المغرب، ح:۷۶۴، ص۱۲۴
المسند حدیث زیدؓ بن ثابت، ح:۲۱۱۳۲، ۶/۲۴۲

میں بیٹھا تو چار زانو بیٹھا اور اپنے دونوں پاؤں لپیٹ لیے جب حضرت عبداللہؓ فارغ ہوئے تو انہوں نے اس بات کو ناپسند فرمایا، اس آدمی نے کہا کہ آپؓ بھی تو ایسا کرتے ہیں۔ عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا مجھے تکلیف ہے۔"(84)

محمد بن عمرو بن عطاء سے روایت ہے: میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ان کی خدمت میں ایک یمنی نے حاضر ہو کر کہا: السلام علیکم ورحمته الله وبرکاته اور اس پر بھی کچھ اضافہ کیا۔ ابن عباسؓ نے فرمایا: یہ کون ہے؟ (اس وقت وہ نابینا ہو چکے تھے) لوگوں نے کہا: وہی یمانی ہے جو آپؓ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا ہے۔ تو اسے پہچان کر فرمایا: سلام تو "وبرکاته" پر ختم ہو جاتا ہے۔(85)

امام محمد باقرؒ سے روایت ہے حضرت مقدادؓ بن اسود اس وقت حضرت علیؓ کے پاس گئے جبکہ وہ اپنی بکری کے بچوں کو آٹا وغیرہ گھول کر پلا رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عثمان حج اور عمرہ کے درمیان قران سے منع کرتے ہیں۔ حضرت علیؓ نکلے، یہاں تک کہ وہ حضرت عثمانؓ کے پاس پہنچے اور کہا: آپؓ حج اور عمرہ کے درمیان قران سے منع کرتے ہیں؟ حضرت عثمانؓ نے کہا میری تو یہی رائے ہے۔ حضرت علیؓ ناراض ہو کر یہ کہتے ہوئے چلے آئے: "لبیك اللّٰهم لبیك بحجة وعمرة معاً" گویا اپنے عمل سے جواز ثابت کیا۔(86)

جبکہ ایک دوسری روایت کے مطابق حضرت عثمانؓ نے حضرت علیؓ کو تلبیہ کہتے سنا تو فرمایا: کیا آپؓ کو معلوم نہیں کہ میں نے اس سے منع کیا ہے؟ حضرت علیؓ نے فرمایا: ہاں لیکن میں آپؓ کے کہنے پر رسول اللہ ﷺ کے حکم کو ترک نہیں کر سکتا۔(87)

---

(84) الموطا کتاب الصلوة، باب العمل فی الجلوس فی الصلوة، ح:۱۰۹، ص:۷۸

(85) الموطا کتاب السلام باب العمل فی السلام، ح:۹۲۹، ص:۵۸۸

(86) الموطا کتاب الحج باب القرآن فی الحج، ح:۳۸۴، ص:۲۲۸
المسند مسند عثمان بن عفان، ح:۱۴۲۶:۱/۹۷

(87) المسند علیؓ بن ابی طالب، ح:۱۷۳۵/۱۵۳

Marfat.com

ربیعۃ بن دراج سے روایت ہے:

ان علیؓ بن ابی طالب سبّح بعد العصر رکعتین فی طریق مکة، فرآہ عمرؓ فتغیّظ علیه،ثم قال: اماواللہ لقد علمت أن رسول اللہ ﷺ نهٰی عنها(88)

''حضرت علیؓ بن ابی طالب نے مکہ کی راہ میں عصر کی نماز کے بعد دو رکعتیں پڑھیں، حضرت عمرؓ نے دیکھا تو ان سے سخت ناراض ہوئے اور فرمایا: اللہ کی قسم تجھے معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔''

بدعات کے استیصال میں شدت

غلطی جتنی بڑی ہو اس کی اصلاح کا اہتمام اتنا ہی زیادہ ہونا چاہیے، اس لیے جن غلطیوں کا تعلق عقیدہ سے ہے ان کی اصلاح کا اہتمام آداب وغیرہ سے تعلق رکھنے والی غلطیوں کی نسبت زیادہ ہونا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے صحابہ کرامؓ نے بھی کفر وشرک کی ہر قسم سے تعلق رکھنے والی غلطیوں کی اصلاح میں نسبتاً زیادہ شدت کا مظاہرہ کیا۔ صحابہ کرامؓ کی سیرت سے اس کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

سعد بن عبیدہ کا بیان ہے: میں ایک حلقہ میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے ساتھ تھا۔ انھوں نے دوسرے حلقہ میں موجود ایک شخص کو کہتے سنا: 'میرے باپ کی قسم' ابن عمرؓ نے اسے کنکریاں ماریں اور فرمایا: عمرؓ نے یہ قسم کھائی تھی ☆ رسول اللہ ﷺ نے انہیں منع کیا اور فرمایا: ''یہ شرک ہے''۔(89)

---

(88) المسند مسند عمر بن خطابؓ، ح:۱۰۲، ۱/۳۰

(89) المسند، مسند عبداللہ بن عمرؓ ح:۵۲۰۰، ۲/۱۶۱

☆ ابن عمرؓ کا اشارہ اس واقعہ کی طرف ہے: ایک قافلہ میں حضرت عمرؓ نے اپنے باپ کی قسم کھائی تو رسول اللہ ﷺ نے سب لوگوں کو بلند آواز سے مخاطب کر کے فرمایا:

" الا ان الله ينهاكم ان تحلفوا باابائكم فمن كان حالفاً فليحلف بالله والا فليصمت(i)

سنو! اللہ تمہیں اپنے باپوں کی قسمیں کھانے سے منع فرماتا ہے، جسے قسم کھانا ہو وہ اللہ کی قسم کھائے، ورنہ خاموش رہے۔''

(i) صحیح البخاری ''کتاب الادب، باب من لم یرا کفار ..... ح:۶۱۰۸، ص:۱۰۶۵

Marfat.com

زینب بنتِ ابی معاویہ زوجہ عبداللہؓ بن مسعود سے مروی ہے: ایک دفعہ حضرت عبداللہؓ بن مسعود تشریف لائے۔ اس وقت میرے پاس ایک بڑھیا تھی جو حمرہ (وبائی بیماری جس سے بار بار بخار آتا ہے اور جلد پر سرخ دانے نکل آتے ہیں) سے جھاڑ پھونک کر رہی تھی، میں نے فوراً اس کو چارپائی کے نیچے گھسا دیا، پھر حضرت عبداللہؓ بن مسعود تشریف لائے اور میرے ایک جانب بیٹھ گئے۔ جب انھوں نے میرے گلے میں ایک دھاگا دیکھا تو دریافت فرمایا: یہ دھاگا کیسا ہے؟ میں نے عرض کیا یہ ایک دھاگا ہے جس میں میرے لیے کچھ پڑھ کر پھونکا گیا ہے، انہوں نے اسے پکڑا اور توڑ ڈالا پھر فرمانے لگے: بے شک عبداللہؓ کی آل شرک سے بے پرواہ ہے، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے:

"ان الرقی والتمائم والتولةٌ شرک" "بے شک جھاڑ پھونک، تعویذ گنڈے اور میاں بیوی کے درمیان محبت ڈالنے والے تعویذ وغیرہ شرک ہیں۔"

عبداللہؓ بن مسعود کی بیوی کہتی ہیں میں نے عرض کیا: آپؓ یہ کیسے کہہ سکتے ہیں جبکہ میری آنکھ خراب تھی، بہہ رہی تھی اور میرا فلاں یہودیہ کے پاس آنا جانا تھا، جو جھاڑ پھونک کرتی تھی، تو اس نے مجھے بھی جھاڑ پھونک کی تو آنکھ رک گئی اور درست ہوگئی۔ فرمایا: یہ شیطان کی طرف سے ہے جو خود اپنے ہاتھ سے خراب کرتا ہے پھر کوئی تعویذ اور جھاڑ پھونک کرتا ہے تو اس سے رک جاتا ہے، تیرے لیے وہی بہتر ہے جو رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے اور پھر ان کو یہ دعا پڑھنے کی تلقین فرمائی:

"اذهب البأس رب الناس اشف وأنت الشافی
لاشفاء الا شفاؤك لا يغادر سقمًا(90)

"اے انسانوں کے رب! بیماری دور کر دے، شفاء بخش دے اور تو ہی شفاء دینے والا ہے، شفاء نہیں ہے مگر وہ جو تیری طرف سے ہو

---

(90) المسند مسند عبداللہ بن مسعود، ح: ۳۶۰۴، ۱/۶۲۹

ایسی شفاء جو بیماری کو بالکل نہ چھوڑے۔☆

صحابہ کرامؓ کے اخیر زمانہ میں نومسلم عجمیوں کے ذریعہ سے خیر وشر اور قضاء وقدر کی بحث عراق میں پیدا ہو چکی تھی۔ ایک دفعہ ابن عباسؓ کو ایک ایسے شخص کی خبر دی گئی جو تقدیر کا منکر تھا۔ اس وقت ان کی آنکھوں کی بصارت زائل ہو چکی تھی لیکن کفر وشرک اور بدعات سے ان کو جو شدید نفرت تھی، اس کی بناء پر لوگوں سے فرمایا: مجھے اس شخص تک پہنچا دو، لوگوں نے کہا: آپؓ اس کے ساتھ کیا طرزِ عمل اختیار کریں گے؟ فرمایا: اگر ہو سکا تو اس کی ناک کاٹ ڈالوں گا، اور اگر گردن ہاتھ میں آ گئی تو اس کو توڑ دوں گا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے:

''میں بنو فہر کی عورتوں کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ خزرج کا طواف کر رہی ہیں اور سب کی سب اعمال شرک میں مبتلاء ہیں۔''

تقدیر کا انکار اس امت کا پہلا شرک ہے، اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے ایسے لوگوں کی بری رائے یہیں تک محدود نہ رہے گی، بلکہ جس طرح انھوں نے اللہ تعالیٰ کو شر کی تقدیر سے معطل کر دیا ہے اسی طرح اس کی خیر کی تقدیر سے منکر ہو جائیں گے۔(91)

حضرت عمرو بن یحییٰ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: میں نے اپنے والد سے سنا، وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں: ہم لوگ صبح کی نماز سے پہلے عبداللہؓ بن مسعود کی

---

(91) المسند، مسند عبداللہ بن عباس، ح: ۳۰۴۶، ۴۲/۱، ۵۴۳/۵

: وہ جھاڑ پھونک یا تعویذ گنڈے جو شرکیہ ہوں یا کسی کافر سے کروائے جائیں، ان کے حرام ہونے میں کوئی شک اور اختلاف نہیں، البتہ کلام اللہ کی سورتوں اور آیتوں وغیرہ کو پڑھ کر دم کرنا یہ بالکل صحیح ہے۔ (i)

(i) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: صحیح البخاری، کتاب فضائل القرآن، باب فضل المعوذات، ح: ۵۰۱۷، ص: ۸۹۹،

ایضاً، ح: ۵۷۴۸، ۶۳۱۹ المسند، مسند جابرؓ بن عبداللہ، ح: ۱۴۹۱۲۱، ۳۸۸/۴،

صحیح مسلم، کتاب السلام، باب استحباب رقیۃ المریض، ح: ۵۷۰۷، ص: ۹۷۲،

ایضاً، ح: ۵۷۱۴، ۵۷۱۶، ۵۷۱۹

ڈیوڑھی پر (انتظار میں) بیٹھ جایا کرتے تھے۔ جب وہ گھر سے باہر تشریف لاتے تو ہم ان کے ساتھ مسجد جاتے۔ ایک دن ہمارے پاس ابوموسیٰ اشعریؓ تشریف لائے اور فرمایا: کیا ابھی تک ابوعبدالرحمٰنؓ (ابن مسعود کی کنیت) باہر نہیں آئے؟ ہم نے کہا: جی نہیں۔ وہ بھی ہمارے ساتھ بیٹھ گئے، حتیٰ کہ وہ باہر تشریف لے آئے، جب وہ آئے تو ہم سب اکٹھے ہی اٹھ کر ان کے پاس پہنچ گئے۔ ابوموسیٰؓ نے کہا: اے ابوعبدالرحمٰنؓ! میں نے ابھی ابھی مسجد میں ایک کام دیکھا ہے جو مجھے عجیب سا محسوس ہوا ہے، ویسے الحمدللہ میں نے اچھی چیز ہی دیکھی ہے۔ ابن مسعودؓ نے فرمایا: وہ کام کیا ہے؟ انھوں نے کہا: زندگی رہی تو عنقریب آپ بھی دیکھ لیں گے۔ پھر فرمایا: میں نے مسجد میں کچھ لوگوں کو نماز کے انتظار میں حلقہ بنا کر بیٹھے دیکھا ہے، ان کے سامنے کنکریاں پڑی ہیں ہر حلقہ میں ایک آدمی ہے، وہ کہتا ہے: سو بار اللہ اکبر پڑھو، وہ سو بار اللہ اکبر کہتے ہیں۔ پھر کہتا ہے: سو بار لاالہ الا اللہ کہو، وہ سو بار لاالہ الااللہ کہتے ہیں۔ پھر کہتا ہے: سو بار سبحان اللہ کہو، وہ سو بار سبحان اللہ کہتے ہیں (اسی طرح ذکر میں مشغول ہیں) عبداللہؓ بن مسعود نے فرمایا: پھر آپؓ نے انہیں کیا کہا؟ انھوں نے کہا: میں نے کچھ نہیں کہا، بلکہ آپ کی رائے اور حکم کا انتظار کیا۔ انھوں نے فرمایا: آپؓ نے انہیں یہ حکم کیوں نہ دیا کہ وہ اپنے گناہ شمار کریں اور انہیں یہ ضمانت کیوں نہ دی کہ ان کی کوئی نیکی ضائع نہیں ہوگی؟

اس کے بعد وہ (مسجد کی طرف) چل پڑے۔ ہم لوگ بھی آپؓ کے ساتھ چلے حتیٰ کہ آپؓ ان حلقوں میں سے ایک حلقے کے پاس جا کھڑے ہوئے اور فرمایا: میں تمہیں یہ کیا کرتے دیکھ رہا ہوں؟ انھوں نے کہا: اے ابوعبدالرحمٰنؓ! یہ کنکریاں ہیں، ہم ان کے ساتھ گن کر تکبیر، تہلیل اور تسبیح کرتے ہیں۔ ابن مسعودؓ نے فرمایا: اپنے گناہ شمار کرو میں ضمانت دیتا ہوں کہ تمھاری کوئی نیکی ضائع نہیں ہوگی۔ اے محمد ﷺ کی امت! تم پر افسوس ہے، کتنی جلدی تم ہلاکت کے راستے پر چل پڑے ہو، ابھی تو تمھارے نبی ﷺ کے صحابہؓ بکثرت موجود ہیں، ابھی تو رسول اللہ ﷺ کے کپڑے بھی نہیں پھٹے، ابھی تو رسول اللہ ﷺ کے برتن بھی نہیں ٹوٹے۔ ان ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، یا تو تم محمد ﷺ کے راستے سے بھی زیادہ ہدایت والے راستے پر ہو، یا گمراہی کا دروازہ کھول رہے

ہو، انھوں نے کہا: اے ابوعبدالرحمٰنؓ! اللہ کی قسم ہمارا ارادہ تو صرف نیکی کا ہے۔ فرمایا: بہت سے لوگ نیکی کا ارادہ رکھتے ہیں لیکن انہیں نیکی تک پہنچنا نصیب نہیں ہوتا۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بتایا تھا کہ کچھ لوگ ہوں گے جو قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن ان کے حلق سے آگے نہیں جائے گا (دل پر قرآن کا کوئی اثر نہ ہوگا)۔ اللہ کی قسم! معلوم نہیں شاید ان میں سے اکثر تم لوگ ہی ہو" یہ کہہ کر ان کے پاس سے چلے آئے۔" (92)

ذکر کا یہ طریقہ چونکہ رسول اللہ ﷺ سے مروی نہیں تھا اس لیے ابن مسعودؓ نے اس بدعت سے سختی سے منع فرمایا، نیز یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ غلطی کرنے والے کی خیر خواہی تنبیہ کرنے والے کی راہ میں رکاوٹ نہیں بن سکتی، کیونکہ بسا اوقات غلطی اس چیز یا الفاظ میں نہیں ہوتی جو کہے گئے ہیں، بلکہ جس موقعہ پر وہ الفاظ کہے گئے ہیں وہ صحیح نہیں ہوتا اور یہ بھی بدعت ہی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اسی نکتہ کی طرف توجہ دلائی تھی جب ان کے قریب ایک شخص کو چھینک آئی اور اس نے کہا:

الحمدللہ والسلام علی رسول اللہ ﷺ

تو ابن عمرؓ نے فرمایا: یہ تو میں بھی کہتا ہوں:

الحمد للہ والسلام علی رسول اللہ ﷺ

لیکن رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس طرح کہنے کی تعلیم نہیں دی بلکہ ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ ہم ہر حال میں الحمدللہ کہیں"۔ (93)

سحر و ساحری اور شعبدہ بازی شرک ہی کی ایک قسم ہے اس لیے اسلام نے اس کی شدید مخالفت کی ہے۔ حضرت جندبؓ بن کعب اس بارے میں نہایت سخت اور متشدد تھے۔ حضرت عثمانؓ بن عفان کے زمانۂ خلافت میں کوفہ میں ایک شعبدہ باز آیا، ایک دن وہ ولید بن عقبہ حاکم کوفہ کو تماشہ دکھا رہا تھا اور آدمی کو قتل کر کے زندہ کر دیتا تھا۔ عوام اس شعبدہ کو دیکھتے اور متعجب ہو کر کہتے سبحان اللہ، یہ شخص مردہ کو زندہ کر دیتا ہے۔

---

(92) سنن الدارمی، المقدمۃ، باب فی کراھیۃ اخذ الدای، ح: ۲۱۰، ۱/ ۶۸

(93) جامع الترمذی کتاب الادب باب مایقول العاطس اذا عطس، ح: ۲۷۳۸، ص: ۶۲۰ (۲) الانبیاء، ۲۱: ۳

Marfat.com

حضرت جندبؓ بن کعب بھی تماشہ دیکھنے والوں میں شامل تھے عوام کے عقائد میں تزلزل دیکھ کر ایک ہی وار میں شعبدہ باز کا کام تمام کر دیا، اور کہا اب اپنے آپ کو زندہ کرو، پھر یہ آیت تلاوت کی:

أَفَتَأْتُوْنَ السِّحْرَ وَأَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ(94) ''کیا تم دیدہ ودانستہ جادو کی باتیں سننے آتے ہو''

پھر فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ جادو کی سزا تلوار کی ایک ضرب ہے، چونکہ انھوں نے خلاف قانون قتل کیا تھا اس لیے ولید بن عقبہ حاکم کوفہ نے ان کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔(95)

صفیہ بنت ابی عبید سے روایت ہے: ابن عمرؓ نے ایک بچہ دیکھا جس کے سر میں چوٹی تھی تو آپؓ نے فرمایا:

أماعلمت ان رسول الله ﷺ نهٰى أن تحلق الصبيان القزع(96) ''کیا تمہیں معلوم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بچوں کی چوٹی بنانے سے منع فرمایا ہے''

مدینہ میں جب بچے پیدا ہوتے تو پہلے تبرکاً وہ حضرت عائشہؓ کی خدمت میں لائے جاتے، وہ ان کے لیے برکت کی دعا کرتی تھیں۔ ایک بچے کو دیکھنے گئیں تو اس کے تکیے کے نیچے ایک استرہ پایا۔ گھر والوں سے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ انھوں نے کہا کہ اس سے جن بھوت بھاگ جاتے ہیں۔ یہ سن کر حضرت عائشہؓ نے استرا اٹھا کر پھینک دیا اور فرمایا: رسول اللہ ﷺ شگون اور ٹونکے کو ناپسند فرماتے تھے۔(97)

یہودیوں کا دستور تھا کہ کسی عورت کے بال چھوٹے ہوتے یا بال گر جاتے تو وہ مصنوعی

---

(94) الانبیاء، ۲۱:۳

(95) اسد الغابہ، تذکرہ، جندبؓ بن کعب، ۱/۳۰۵

(96) المسند، مسند عبداللہ بن عمرؓ ح:۵۸۱۲،

(97) ادب المفرد، باب الطیرۃ من الجن، ح:۹۱۲:۲۳۵

بال جوڑ کر بڑے کر لیتی۔ان کو دیکھ کر عرب عورتوں میں بھی اس بدعت نے رواج پکڑ لیا۔ ایک دفعہ ایک عورت حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی کہ میری بیٹی کے بیماری کی وجہ سے بال جھڑ گئے ہیں اس وقت وہ دلہن بنی بیٹھی ہے۔ کیا مصنوعی بال جوڑ دوں؟ تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا:

لعن رسول الله ﷺ الواصلة والمستوصلة(98)

''رسول اللہ ﷺ نے بال جوڑنے والوں اور جوڑنے والیوں پر لعنت بھیجی ہے۔''

عورتوں کو ایسا زیور یا گھنٹے وغیرہ کا پہننا جس سے آواز پیدا ہو ممنوع ہے۔ایک دفعہ ایک لڑکی گھنگرو پہن کر حضرت عائشہؓ کے پاس آئی، فرمایا: اس کے گھنگرو کاٹ ڈالو! گھنگرو پہنا کر میرے پاس مت لایا کرو کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے:

لاتدخل الملائكة بيتافيه جرس (99)

جس گھر میں گھنٹا ہو وہاں فرشتے داخل نہیں ہوتے''۔

---

(97) المسند، حدیث السیدۃ عائشہ، ح:۲۴۳۲۹، ۵۹۳/۷

(98) سنن ابی داؤد کتاب الخاتم باب ما جاء فی الجلاجل، ح:۴۲۳۱، ص:۵۹۳

Marfat.com

خلاصہ بحث (غلطی پر تنبیہ کا انداز واسلوب)

انسان خطا کا پتلہ ہے اوراس سے غلطی کا سرزد ہونا ایک فطری امر ہے، اس لیے داعی کا افراد سے اعلیٰ ترین کردار کی توقع کرتے ہوئے ان کا محاسبہ کرنا درست نہیں ہے۔ اسی طرح یہ بھی غلط ہے کہ گناہ کے مرتکب افراد سے اظہارِ نفرت کرتے ہوئے ان کو بالکل ہی چھوڑ دیا جائے، کیونکہ اس سے دعوت کی راہ میں رکاوٹ پیدا ہوگی، اس لئے داعی کا فرض ہے کہ وہ گناہگار سے نہیں بلکہ گناہ سے نفرت کے اسلامی اصول کی پیروی کرتے ہوئے ان کی اصلاح کی کوشش کو ترک نہ کرے۔ کیونکہ غلطیوں کی اصلاح دعوت وتبلیغ کا لازمی حصہ ہے اور یہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر ہی کی ایک صورت ہے۔ غلطی کی اصلاح کا بھی بہترین اسلوب یہ ہے کہ صرف غلطی کی نشاندہی پر ہی اکتفانہ کیا جائے بلکہ ان احکام کا بتانا بھی ضروری ہے جن کی خلاف ورزی ہوئی ہے اور بسا اوقات احکام کا بتانا، سمجھانا اور سکھانا بھی ضروری ہوتا ہے۔

غلطی کی اصلاح کے لیے کسی ایک طریقہ کو مخصوص کر لینا بھی دعوت میں حکمت کے اصول کے خلاف ہے۔ بلکہ غلطی کی نوعیت اور مخاطب کے حالات کو پیشِ نظر رکھ کر موقع کی مناسبت سے تنبیہ کے مختلف اسالیب اختیار کرنا زیادہ مفید ہے۔ غلطی کی اصلاح کے لیے کہیں صرف زبان سے کہہ دینا ہی کافی ہے تو کہیں سخت زجر وتوبیخ کی ضرورت ہوتی ہے، کہیں صرف اعراض سے کام چل جاتا ہے تو کہیں غلطی کرنے والے کے خلاف رائے عامہ کو بیدار کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔ اس حوالے سے صحابہ کرامؓ کی سیرت کا مطالعہ بڑی اہمیت کا حامل ہے، کیونکہ صحابہ کرامؓ نے غلطیوں کی اصلاح کے لیے جو اقدامات فرمائے ان میں بہت تنوع پایا جاتا ہے، یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ حالات اور افراد کے بدلنے سے تنبیہ کا انداز اور اسلوب بھی بدل جاتا ہے۔ لہٰذا جو داعی اس معاملہ میں صحابہ کرامؓ کے نقشِ قدم پر چلنا چاہتا ہے وہ پیش آمدہ حالات اور واقعات میں غور وفکر سے کام لیتے ہوئے ان نظائر کو سامنے رکھ کر موقع کی مناسب سے کوئی سا اسلوب اختیار کر کے اصلاح کا فریضہ انجام دے سکتا ہے۔

Marfat.com

فصل سوم

دعوت دین کا عملی رتجرباتی اسلوب

اکثر اوقات نظری دعوت کی بجائے عملی زیادہ موثر ہوتی ہے دعوت وتبلیغ کے میدان میں یہ تجربہ بے انتہا اہمیت کا حامل ہے۔ سنی سنائی یا کتاب میں پڑھی ہوئی بات کا جو اثر ذہنِ انسانی پر مرتب ہوتا ہے اس سے کئی گناہ زیادہ اثر انسانی تجربہ میں آئی ہوئی بات کا ہوتا ہے۔ تجربہ سے حاصل کردہ علم زیادہ پختہ اور دیرپا ہوتا ہے عملی تعلیم کی اسی افادیت کے پیشِ نظر ہی صحابہ کرامؓ نے بارہا مسئلہ کی وضاحت عملی طور پر فرمائی ہے چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔

عبد خیرؓ سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ ہمارے پاس تشریف لائے نماز پڑھی اور اس کے بعد وضو کے لئے پانی طلب کیا۔ ہم نے کہا۔ آپؓ پانی کا کیا کریں گے؟ حالانکہ آپؓ نماز تو پڑھ چکے تھے۔ ان کا ارادہ صرف یہ تھا کہ ہمیں سکھائیں۔ چنانچہ پانی ان کی خدمت میں حاضر کیا گیا تو انہوں نے عملی طور پر وضو کر کے سکھایا اور پھر فرمایا

من سرّہ ان یعلم وضوء رسول الله ﷺ فهو هذا (1) — جس کو یہ چیز پسند ہو کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے وضو سے آگاہ ہو تو وہ یہ ہے۔"

اسی باب میں ایک دوسری حدیث میں آپؓ کے یہ الفاظ ہیں:

..... انما احببت ان اریکم طهور رسول الله ﷺ (2) — بے شک میں پسند کرتا ہوں کہ تمہیں رسول اللہ ﷺ کے طریقہ وضو کو (عملی طور پر کر کے دکھاؤں)

عطاء بن یسار بیان کرتے ہیں کہ ابن عباسؓ نے ہمیں مخاطب کر کے فرمایا:

اتحبون ان اریکم کیف کان رسول الله ﷺ یتوضأ (3) — کیا تم پسند کرتے ہو کہ میں تمہیں دکھاؤں کہ رسول اللہ ﷺ کس طرح وضو فرمایا کرتے تھے؟ اور اس کے بعد پھر آپؓ نے وضو کے تمام مسائل اور جزئیات کی عملی تعلیم دی۔

---

(1) سنن ابی داؤد، کتاب الطہارۃ، باب صفۃ النبی ﷺ، ح:۱۱۱، ۲۶۔۲۷

(2) ایضاً — المسند، مسند علیؓ بن ابی طالب، ح:۱۰۴۹، ۱/۲۰۴

(3) سنن ابی داؤد، کتاب الطہارۃ، باب فی الوضوء مرتین، ح:۱۳۷، ص:۳۰

Marfat.com

اسی مضمون کی احادیث حضرت عبداللہ بن زید، حضرت عثمان بن عفان اور امیر معاویہؓ کے متعلق بھی ملتی ہیں کہ انہوں نے لوگوں کو وضو کی عملی طور پر تعلیم دی۔ (4)

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرامؓ لوگوں کو جہاں اجتماعی طور پر تعلیم دیتے تھے وہاں بعض اوقات انفرادی توجہ کا بھی لحاظ رکھا جاتا تھا۔ تاکہ سائل اور طالب علم اس چیز کی تمام جزئیات کو اچھی طرح ذہن نشین کر لے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت علیؓ ہمارے پاس تشریف لائے آپؓ نے وضو کا پانی طلب فرمایا اور پھر مجھے مخاطب کر کے فرمایا:

یا ابن عباسؓ الا اریک کیف کان یتوضأ رسول اللہ ﷺ — اے ابن عباسؓ! کیا میں تمہیں نہ دکھاؤں کہ رسول اللہ ﷺ کیسے وضو کرتے تھے؟

اس کے بعد آپؓ نے وضو کے تمام فرائض وسنن کا طریقہ عملی طور پر کر کے سمجھایا۔ (5)

یحییٰ مازنی نے حضرت عبداللہؓ بن زید بن عاصم سے کہا:

ھل تستطیع ان ترینی کیف کان رسول اللہ ﷺ یتوضأ؟ — کیا آپ مجھے یہ چیز دکھائیں گے کہ رسول اللہ ﷺ کس طرح وضو فرمایا کرتے تھے؟

حضرت عبداللہؓ بن زید نے اثبات میں جواب دیا اور پھر وضو کے لئے پانی طلب کیا اور ان کو مکمل وضو کر کے دکھایا۔ (6)

عبدالرحمٰنؓ بن غنم فرماتے ہیں کہ ایک بار ابو مالک الاشعریؓ نے لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا:

لا احدثکم بصلوۃ النبی ﷺ — کیا میں تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ کی نماز کے متعلق روایت نہ کروں؟

یہ کہہ اٹھے صف بندی کی، پہلی صف میں مردوں کو اور ان کے پیچھے بچوں کو کھڑا کیا، نماز پڑھائی اور پھر فرمایا:

---

(4) سنن ابی داؤد، کتاب الطھارۃ، باب فی صفۃ الوضوء النبی ﷺ: ۱۰۸، ۱۱۸، ۱۲۷

(5) سنن ابی داؤد، کتاب الطھارۃ، باب فی صفۃ الوضوء النبی ﷺ ح: ۱۱۷، ص ۲۷،
المسند، مسند علیؓ بن ابی طالب، ح: ۱۳۳/۱، ۲۶۲ (6) الموطا، کتاب الطھارۃ، باب العمل فی الوضوء، ح: ۴۱:۱۶

هکذا صلاۃ(7) یہ ہے نماز

ابوقلابہؒ سے روایت ہے کہ ابوسلیمان مالکؓ بن الحویرث ہمارے پاس مسجد میں آئے اور فرمایا:

والله انی لا صلی وما ارید الصلوۃ ولکنی ارید ان اریکم کیف رایت رسول الله ﷺ یصلی (8)

''اللہ کی قسم میں نے نماز پڑھی حالانکہ میرا نماز پڑھنے کا ارادہ نہ تھا بلکہ میرا یہ ارادہ تھا کہ تم کو دیکھاؤں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کیسے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔''

ایک بار حضرت ابوحمید ساعدی نے دس صحابہؓ کے مجمع میں کہا: میں تم سے سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی نماز سے واقف ہوں۔ صحابہؓ نے کہا۔ وہ کیسے؟ تم نہ ہم سے زیادہ متبع سنت تھے اور نہ ہم سے زیادہ قدیم الصحبت۔ جب صحابہ کرامؓ نے ان سے اپنے دعوی کی دلیل طلب کی تو انہوں نے نبوی ﷺ نماز کا نقشہ اس انداز میں کھینچا اور تمام جزئیات کو پوری تفصیل کے ساھ بیان کیا کہ آخر میں تمام صحابہ نے اعتراف کیا صدقت هکذا کان یصلی تم نے سچ کہا رسول اللہ ایسے ہی نماز رسول الله ﷺ (9) پڑھتے تھے

شہر بن حوشب سے روایت ہے: ہم میں اشعری قبیلے کے ایک صحابی مالکؓ لا شعری تھے جن کو رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں رہنے کا شرف حاصل تھا۔ ایک دفعہ وہ ہمارے پاس آئے اور کہنے لگے میں تمہارے پاس اس لئے آیا ہوں تا کہ تمہیں دین کی تعلیم دوں اور اس طرح نماز پڑھاؤں جس طرح رسول اللہ ﷺ ہمیں پڑھایا کرتے تھے۔ روای کہتے ہیں کہ ہم جمع ہوئے تو انہون نے پانی کا برتن طلب کیا۔ پھر عملی طریقہ سے ہمیں وضو اور نماز کی تعلیم دی۔ (10)

---

(7) سنن ابی داؤد کتاب الصلوۃ ، باب مقام الصبیان من الصف ؛:۶۷۷،ص:۱۰۷

(8) سنن ابی داؤد، کتاب الصلوۃ ، باب النهوض فی الفرد ، ح:۸۴۲،۸۴۳،ص۱۳۰
المسند ،حدیث مالکؓ بن الحویرث ،ح:۱۵۱۷۲،۴/۹۵۹

(9) سنن ابی داؤد، کتاب الصلوۃ ، باب افتتاح الصلوۃ ، ح:۷۳۰،ص۱۱۴

(10) اسد الغابہ تذکرہ مالک الاشعریؓ، یا بن مالک،۴/۲۷۲

Marfat.com

مذکورہ بالا احادیث کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ دعوت کی عملی تعلیم کی تاثیر کے مسلم ہونے کی وجہ سے صحابہ کرامؓ نے تعلیم وتربیت اور دعوتِ دین میں اس اسلوب کو کثرت سے استعمال کیا کیونکہ انسانی تجربہ میں آئی ہوئی بات کے بھولنے کے امکانات نسبتاً کم ہوتے ہیں نیز اس سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ دین وشریعت کا جو علم بھی امت کو ملا ہے وہ صحابہ کرامؓ اور امت کے تواتر سے ثابت ہے۔ اور صحابہ کرامؓ نے اس پر عمل پیرا ہو کر اس کی حجیت پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے۔

سرگذشت/واقعاتی بیان

کسی امر کو ہو بہو واقعہ کے مطابق بیان کرنا واقعاتی بیان کہلاتا ہے۔ دعوت و تبلیغ میں واقعاتی بیان کی بڑی اہمیت ہے۔ کسی واقعہ یا مشاہدہ کو بالکل ٹھیک ٹھیک بلا کم وکاست بیان کر دینا دعوت کا ایسا اسلوب ہے جو مخاطب کو مسحور کر دیتا ہے اور داعی ایسا نقشہ کھینچتا ہے کہ مخاطب اپنے آپ کو بھی خود اس واقعہ کا ایک کردار اور اس محفل کا ایک فرد سمجھنے لگتا ہے گویا وہ اس حقیقت کا عینی شاہد ہے۔ بسا اوقات صحابہ کرامؓ بھی ماحول کی عملی ترجمانی کرتے ہوئے مسائل دینیہ کو واقعاتی انداز میں بیان کرتے تھے۔

ایک دفعہ عبداللہؓ بن مسعود نے لوگوں کو نماز کا طریقہ سکھاتے ہوئے فرمایا۔

واذ ارکع احد کم فلیفرش ذراعیه علی فخذیه ولیطبّق بین کفّیه فکأنّی انظر الی اختلاف اصابع رسول الله ﷺ (11)

اور جب تم میں سے کوئی رکوع کرے اسے چاہیے کہ وہ اپنے بازوؤں کو اپنی رانوں پر پھیلا دے اور دونوں ہاتھوں کو آپس میں ملا دے گویا میں رسول اللہ ﷺ کی انگلیوں کے ملنے کو دیکھ رہا ہوں

جعفر بن عمرو بن حریث اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں:

---

(11) ابوداؤد، کتاب الصلوۃ، باب تفریع ابواب الرکوع والسجود ووضع الیدین علی الرکبتین، ح: ۸۶۸، ص ۱۱۳۴
المسند، مسند عبداللہؓ بن مسعود، ح: ۳۵۷۷، ۱/۶۲۴

ان رسول الله ﷺ خطب الناس و علیه عمامة سوداء..... کانی انظر الی رسول الله ﷺ علی المنبر وعلیه عمامة سوداء قد ارخیٰ طرفیها بین کتفیه (12)

رسول اللہ ﷺ نے خطبہ پڑھا اور آپ ﷺ پر سیاہ عمامہ تھا۔ گویا میں رسول اللہ ﷺ کو منبر کے اوپر دیکھ رہا ہوں جب کہ آپ ﷺ کے سر پر سیاہ عمامہ ہے کہ آپ ﷺ نے اس کے دونوں کناروں کو اپنے شانوں کے بیچ لٹکا رکھا ہے۔"

ابتداء اسلام میں نماز میں اشارہ کرنا اور بات چیت کرنا جائز تھا۔ رسول اللہ ﷺ لوگوں کو سلام کا جواب دیا کرتے تھے۔ ایک شخص نے حضرت بلالؓ سے اس کی کیفیت پوچھی تو انہوں نے اس طرح ہاتھ کو گردش دی جس طرح رسول اللہ ﷺ اس حالت میں گردش دیا کرتے تھے۔ (13)

حضرت براءؓ بن عازب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ قربانی دینے کے لئے کیسے جانور سے بچا جائے۔ تو آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے بتایا کہ چار سے۔ حضرت براءؓ بھی اپنے ہاتھ سے اشارہ کر کے فرماتے ہیں کہ میرا ہاتھ رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک سے بہت چھوٹا ہے۔ وہ لنگڑا جو چل نہ سکے۔ جس کا کانا ہونا ظاہر ہے، جس کی بیماری ظاہر ہو اور ایسا دبلا جانور جس میں گودا نہ رہے۔ (14)

حمران بن ابان بیان کرتے ہیں کہ ایک بار حضرت عثمانؓ بن عفان نے پانی طلب کیا پھر وضو کیا اور آخر میں مسکرائے پھر کہا: کیا تم مجھ سے مسکرانے کی وجہ نہیں پوچھو گے۔ انہوں نے کہا: اے امیر المومنین آپ کیوں مسکرائے؟ فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے پانی طلب کیا وضو کیا اور پھر مسکرائے اور فرمایا: کیا تم مجھ سے مسکرانے کی وجہ نہ پوچھو گے؟ صحابہ نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ کیوں مسکرائے فرمایا:

---

(12) مسلم، کتاب الحج، باب جواز دخول مکۃ بغیر احرام، ح:۳۳۱۲، ص:۵۷۲

(13) سنن ابی داؤد، کتاب الصلوۃ، باب رد السلام فی الصلوۃ، ح:۹۲۷، ص:۱۴۱

(14) الموطا، کتاب الضحایا، باب ما نھی عنہ من الضحایا، خ:۴۸۶، ص:۳۰۶

"بے شک جب بندہ وضو کے پانی سے چہرہ دھوتا ہے تو اس کے چہرے کے اور جب بازو دھوتا ہے تو بازوؤں کے اور اسی طرح تمام اعضاء کے گناہ دھل جاتے ہیں۔ (15)

ابو عثمانؒ روایت کرتے ہیں: میں حضرت سلمان فارسیؓ کے ساتھ ایک درخت کے نیچے تھا۔ انہوں نے اس درخت کی ایک خشک ٹہنی پکڑ کر اس کو حرکت دی، جس سے اس کے پتے گر گئے۔ پھر مجھ سے کہنے لگے۔ اے ابو عثمانؒ کیا تم مجھ سے یہ نہ پوچھو گے کہ میں نے ایسا کیوں کیا؟ میں نے کہا بتا دیجئے کیوں کیا؟ کہنے لگے میں ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک درخت کے نیچے تھا آپ ﷺ نے بھی درخت کی ایک خشک ٹہنی پکڑ کر اسی طرح کیا تھا؛ جس سے اس ٹہنی کے پتے جھڑ گئے تھے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا اے سلمان! پوچھتے کیوں نہیں کہ میں نے اس طرح کیوں کیا؟ میں نے عرض کیا بتا دیئے کیوں کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

ان المسلم اذا تو ضَا فاحسن الوضوء ثم صلی الصلوات الخمس تحاتت خطا یا ہ کما یتحات هذالورق وقال ﴿وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَ فَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ذَالِكَ ذِكْرٰى لِلذَّا كِرِيْنَ﴾ (16)

جب مسلمان اچھی طرح سے وضو کرتا ہے، پھر پانچوں نمازیں پڑھتا ہے تو اس کی خطائیں اس سے ایسے ہی گر جاتی ہیں جیسے یہ پتے گرتے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی: اور آپ نماز کی پابندی رکھیے دن کے دونوں سروں پر اور رات کے کچھ حصوں میں بے شک نیک کام برے کاموں کو مٹا دیتے ہیں۔ یہ بات ایک نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کے لئے۔ (17)

حضرت ابو الدرداءؓ کی عادت مبارکہ تھی کہ وہ جب کوئی حدیث بیان کرتے تو

---

(15) المسند، مسند عثمانؓ بن عفان، ح: ۴۱۷، ۹۵/۱ (16) ہود، ۱۱: ۱۱۴

(17) المسند، حدیث سلمان الفارسیؓ، ح: ۲۳۱۹۵، ۶۰۹/۶

Marfat.com

نقشہ کھینچ کر رکھ دیتے حتی کہ اگر رسول اللہ ﷺ نے حدیث بیان کرنے کے بعد تبسم فرمایا ہوتا تو ابو الدرداءؓ بھی حدیث بیان کرنے کے بعد تبسم فرماتے۔ ایسے ہی ایک موقع پر آپؓ کی زوجہ محترمہ ام الدرداءؓ نے کہا: آپ جب بھی حدیث بیان کرتے ہیں تو تبسم کرتے ہیں (کہیں لوگ آپ کو بے وقوف نہ کہنے لگیں) تو آپؓ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح کرتے دیکھا کہ آپ ﷺ جب کوئی حدیث بیان فرماتے تو تبسم فرماتے۔(18)

ایک دفعہ حضرت علیؓ سوار ہونے لگے تو رکاب میں بسم اللہ کہہ کر پاؤں رکھا پشت پر پہنچے تو الحمد اللہ کہا پھر یہ آیت تلاوت فرمائی:

سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ○وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ(19)

پھر تین بار الحمد للہ اور تین بار اللہ اکبر کہنے کے بعد یہ دعا پڑھی۔

" سبحانک انی ظلمت نفسی فاغفر لی انه لا یغفر الذنوب الا انت "

اور پھر ہنس پڑے۔ لوگوں نے ہنسنے کی وجہ پوچھی تو بولے۔ ایک بار رسول اللہ ﷺ ان ہی پابندیوں کے ساتھ سوار ہوئے تھے اور اخیر میں ہنس پڑے۔ میں نے ہنسنے کی وجہ پوچھی تو فرمایا: بے شک رب تعالیٰ اپنے بندہ سے خوش ہوتا ہے جب وہ علم و یقین کے ساتھ یہ دعا کرتا ہے۔"(20)

شرکت عمل / معاونت

دیگر امور کی طرح دعوت و تبلیغ اور اشاعت اسلام میں شرکت عمل یا مدد سے اس کو آسان بنایا جا سکتا ہے اللہ تعالیٰ نے کارِ نبوت کی انجام دہی میں حضرت موسیٰ کے

(18) المسند، حدیث ابی الدرداءؓ، ح: ۲۱۲۲۵، ۶/ ۲۵۷

(19) الزخرف، ۴۳: ۱۳، ۱۴

(20) سنن ابی داؤد، کتاب الجہاد، باب مایقول الرجل اذا رکب، ح: ۲۶۰۲، ص: ۳۷۶

Marfat.com

ہاتھ بٹانے کیلئے ان کے بھائی ہارون کو نبی بنایا، تا کہ دعوت وتبلیغ کے کام میں موسیٰ کا ہاتھ بٹائیں۔ گویا معاشرتی میں انسان جس طرح ایک دوسرے کے مدد اور معاونت کا محتاج ہے اسی طرح دینی امور میں بھی ایک دوسرے کی معاون کر کے دعوت وتبلیغ کے کام کو سہولت سے انجام دیا جا سکتا ہے۔

حسن بصریؒ سے روایت ہے کہ ابن عباسؓ نے بصرہ کی مسجد میں رمضان کے آخر میں خطبہ دیا جس میں لوگوں کو صدقہ فطر کی ترغیب دی۔ یہ لوگ صدقہ فطر کے مسائل سے ناواقف تھے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا۔

من ههنا من اهل المدينة ؟ قوموا الى اخوانكم فعلّموهم فانهم لا يعلمون فرض رسول الله ﷺ هذه الصدقة صاعا من تمر او شعير او نصف صاع من قمح على كل حرٍّ او مملوكٍ ذكرٍ او انثى صغيرٍ او كبير (21)

''یہاں مدینہ کے لوگ کون ہیں؟ انھیں اور اپنے بھائیوں کو تعلیم دیں۔ کیونکہ انہیں یہ معلوم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر آزاد غلام، مرد، عورت اور چھوٹے، بڑے پر ایک صاع کھجور یا جو اور نصف صاع گیہوں صدقہ فطر میں مقرر فرمایا ہے۔''

حضرت عائشہؓ کی خدمت میں مردوں کی نسبت عورتیں زیادہ تعداد میں حاضر ہوتی تھیں۔ عام نسوانی مسائل کے ساتھ ساتھ آپؓ مردوں کی اصلاح کے لئے ان سے مدد لیتی تھیں کہ وہ اپنے شوہروں کو ان چیزوں سے آگاہ کر دیں۔ چنانچہ ایک دفعہ بصرہ سے کچھ عورتیں حاضر خدمت ہوئی تو آپؓ نے ان کو ہدایت کی کہ مجھے مردوں کو ٹوکتے ہوئے شرم آتی ہے، اپنے شوہروں کو آگاہ کر دو کہ پانی سے طہارت حاصل کیا کریں کیونکہ یہی مسنون طریقہ ہے۔ (22)

مشورہ/رائے طلبی

کسی بھی اہم کام کی انجام دہی میں صاحب الرائے، عقل مند اور تجربہ کار

(21) سنن ابی داؤد، کتاب الزکوۃ، باب من روی نصف صاع من قمح، ح:۱۶۲۲، ص:۴۰

(22) المسند، حدیث السیدۃ عائشہؓ ح:۲۴۳۶۹، ۲۴۳۷۷، ۱۷۳۱۷۔۱۷۴

Marfat.com

لوگوں سے مشورہ ضروری ہوتا ہے تحصیل علم میں بھی اساتذہ اور تجربہ کار لوگوں سے مشورہ ضروری ہے اسی طرح دعوت وتبلیغ کے کام میں بھی اپنے سے زیادہ صاحبان علم سے کسی مسئلہ میں مشورہ اور رائے طلب کی جاسکتی ہے۔اس صورت میں مبلغ کسی بڑی غلطی سے محفوظ رہ سکتا ہے۔جو بعد میں اس کے لئے ندامت کا باعث بن سکتی ہے۔

عبداللہ بن حنین بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور مسورؓ بن مخرمہ میں محرم کے سر دھونے کے بارے میں اختلاف ہوا۔ابن عباسؓ کا موقف تھا کہ محرم سر دھوسکتا ہے۔جب کہ ابن مخرمہ اس کے خلاف تھے۔اس پر عبداللہ بن عباسؓ نے عبداللہ بن حنین کو ابو ایوب انصاریؓ کے پاس تحقیقِ مسئلہ اور ان کی رائے معلوم کرنے کے لئے بھیجا، چنانچہ ابو ایوب انصاریؓ نے ابن عباسؓ کے موقف کی تصدیق کی اور عملی طور پر بھی سر دھوکر دکھایا اور فرمایا۔

هٰكذا رايته يفعل (23) میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح کرتے ہوئے دیکھا۔

معاویہؓ بن ابو عیاش انصاری کا بیان ہے کہ وہ عبداللہ بن زبیرؓ اور عاصم بن عمر بن خطابؓ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ محمد بن ایاس بکیر آئے اور کہا کہ ایک بدو نے اپنی بیوی کو صحبت کرنے سے پہلے تین طلاقیں دے دیں۔آپ دونوں حضرات کی کیا رائے ہے؟ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے کہا کہ اس بارے میں کچھ معلوم نہیں۔لہذا تم عبداللہ بن عباسؓ اور ابو ہریرہؓ کے پاس جاؤ جنہیں میں حضرت عائشہ کے پاس چھوڑ آیا ہوں اور ان سے پوچھ کر ہمیں بھی مطلع کرنا۔وہ گئے اور دونوں حضرات سے پوچھا۔حضرت ابن عباسؓ نے ابو ہریرہؓ سے کہا۔اے ابو ہریرہؓ فتوی دیجئے کیونکہ آپ کے پاس مشکل سوال آیا ہے۔ابو ہریرہؓ نے فرمایا ایک طلاق عورت کو بائن اور تین طلاقیں حرام کر دیتی ہیں

---

(23) سنن ابی داؤد، کتاب المناسک ، باب المحرم یغتسل ،ح:۱۸۴۰،ص:۲۷۰

الموطا، کتاب الحج، باب غسل المحرم، ح:۳۵۷،ص:۲۱۹

المسند ،حدیث ابی ایوبؓ انصاری، ح:۶۳۰۶، ۶/۵۹۵

(24) الموطا، کتاب الطلاق، باب القضاء فیمن وجد مع امراتہ رجلا، ح:۹۷۵،ص:۴۵۵

Marfat.com

یہاں تک کہ دوسرے خاوند سے نکاح کر لے اور ابن عباسؓ نے بھی یہی فرمایا۔(24)

سعید بن مسیب سے روایت ہے ایک شامی نے جس کو ابن خبیری کہا جاتا تھا ،اپنی بیوی کے پاس ایک آدمی کو دیکھ کر اسے قتل کر دیا یا دونوں کو قتل کر دیا۔ حضرت امیر معاویہؓ کو اس فیصلے میں دقت پیش آئی تو انہوں نے ابو موسیٰ اشعریؓ کو لکھا کہ یہ مسئلہ حضرت علیؓ سے پوچھ کر انہیں بتایا جائے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ یہ واقعہ میرے ملک میں نہیں ہوا۔ میں آپؓ کو قسم دیتا ہوں کہ مجھے پوری بات بتائی جائے۔ ابو موسیٰ اشعریؓ نے انہیں واقعہ بتا دیا کہ امیر معاویہؓ نے مجھے آپؓ سے پوچھنے کے لئے لکھا تھا، حضرت علیؓ نے فرمایا:

ان لم یات باربعة شهداء فلیعط برمّة (25) اگر چار گواہ نہ لا سکے تو اپنی گردن پیش کر دینی چاہیے۔

حضرت امیر معاویہؓ نے زیدؓ بن ثابت کو خط لکھا اور ان سے دریافت کیا کہ دادا کا وراثت میں کیا حصہ ہے؟ حضرت زیدؓ بن ثابت نے ان کو جواباً لکھا، آپؓ نے مجھ سے دادا کی میراث کے متعلق پوچھا ہے۔ آپؓ سے پہلے دو خلفاء ایک بھائی کے ساتھ اسے نصف دلاتے دو کے ساتھ تہائی اور اگر بھائی زیادہ ہوں تو تہائی سے کم نہ کرتے۔(26)

ایک دادی اپنا حصہ پوچھنے کے لئے حضرت ابو بکر صدیقؓ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا اللہ کی کتاب میں تمہارے لئے کوئی حصہ نہیں اور میرے علم میں رسول اللہ ﷺ کی کوئی ایسی سنت بھی نہیں تم جاؤ میں لوگوں سے پوچھتا ہوں۔ آپؓ نے لوگوں سے پوچھا تو حضرت مغیرہؓ بن شعبہ نے کہا میرے سامنے رسول اللہ ﷺ نے چھٹا حصہ دلایا۔ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا۔ تمہارے ساتھ کوئی اور بھی تھا۔ حضرت محمدؓ بن مسلمہ انصاری نے مغیرہؓ بن شعبہ کی تصدیق کی۔ چنانچہ ابو بکرؓ نے

---

(25) الموطا، کتاب الطلاق، باب طلاق البکر، ح:۶۵۹، ص:۳۵۶

(26) الموطا، کتاب الاقضیۃ، باب میراث الجد، ح:۵۷۳، ص۳۲۲

(27) الموطا، کتاب الفرائض، باب میراث الجدۃ، ح۵۰۳، ص:۳۲۴

Marfat.com

دادی کو چھٹا حصہ دلا دیا۔(27)

ابو مامہ سہل بن حنیف کا بیان ہے کہ ایک آدمی نے ایک شخص کو تیر مارا۔ جس سے وہ ہلاک ہو گیا سوائے خلیفہ کے اس کا کوئی وارث نہ تھا۔ حضرت ابو عبیدہؓ بن الجراحؓ نے عمر فاروقؓ سے مسئلہ دریافت کرنے کے لئے خط لکھا تو حضرت عمرؓ نے ان کو جوابی خط میں لکھا۔

اللہ ورسولہ مولیٰ من لا مولیٰ لہ والخال وارث من لا وارث لہ (28)

جس کا کوئی ولی نہ ہو اس کے ولی اللہ اور رسول ﷺ ہیں اور جس کا کوئی وارث نہ ہو اس کا وارث خالو ہے۔

شریح بن ہانی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے موزوں پر مسح کرنے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: علیؓ سے پوچھو وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر کرتے تھے اس لئے اس مسئلہ میں وہ مجھ سے زیادہ علم رکھتے ہیں۔ وہ حضرت علیؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنا سوال دہرایا تو انہوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مسافر کے لئے تین دن اور تین راتیں جب کہ مقیم کے لئے ایک دن اور ایک رات کا حکم دیا ہے۔(29)

---

(28) المسند، مسند عمر بن خطابؓ، ح:۱۹۰، ۱/۴۸

(29) المسند، مسند علی بن ابی طالب، ح:۷۵۰، ۱/۱۵۵

Marfat.com

فصل چہارم: ترغیب وترہیب

انسانی زندگی کو بامقصد بنانے کے لئے مقصد کا تعین ضروری ہے اور مقصد کے تعین کے لئے انسانی زندگی میں اس کے حصول کا شوق پیدا کرنا بھی ضروری ہے۔ یہ شوق مختلف طریقوں سے پیدا کیا جا سکتا ہے جن میں سے ایک طریقہ ترغیب وترہیب کا بھی ہے، ترغیب یہ ہے کہ کسی فعل کو اس لئے کرنا کہ اس کے بعد نفع کی توقع ہو اور ترہیب سے مراد کسی ناپسندیدہ عمل سے اس لئے باز رہنا کہ اس کے کرنے سے نقصان کا اندیشہ ہو۔

قرآنی اور نبوی ﷺ اسلوب کی پیروی کرتے ہوئے صحابہ کرامؓ نے بھی لوگوں کو اطاعت الٰہی پر آمادہ کرنے، عبادات اور فرائض کی طرف مائل کرنے اور حدود اللہ کی پامالی سے دور رہنے کے لئے ترغیب وترہیب سے کام لیا۔ تنہا ترغیب یا ترہیب کا اسلوب استعمال کرنے کی بجائے دونوں کا ساتھ ساتھ استعمال زیادہ موثر ہے۔ صرف ترغیب سے بسا اوقات لوگ اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی امیدیں قائم کرنے میں اسراف سے کام لیتے ہیں اور دخول جنت کی تمنا میں غلو کرتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے اعمال پر مطمئن ہو جاتے ہیں اور بعض واجبات اور ذمہ داریوں کی ادائیگی میں کوتاہی کے مرتکب ہوتے ہیں۔ ترغیب کی طرح ترہیب بھی کسی برے عمل کے خلاف تحریک پیدا کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔ اس لئے ترغیب وترہیب دونوں کا ایک ساتھ استعمال دعوت وتبلیغ میں زیادہ مفید ہے۔ اس لئے حضرت علیؓ نے حقیقی عالم اور داعی کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے۔

من لم يقنّط الناس من رحمة الله ولم يرخّص لهم في معاصي الله تعالىٰ ولم يؤمنّهم مكر الله (1)

جو لوگوں کو اللہ کی رحمت سے نا امید نہ کرے اور نہ اللہ کی نافرمانی کی انہیں کھلی چھٹی دے اور نہ انہیں اللہ کی پکڑ سے بے خوف اور بے فکر ہونے دے۔

---

(1) حلیۃ الاولیاء، تذکرہ علیؓ بن ابی طالب، ۱/۱۱۸
کنز العمال، مسند علیؓ بن ابی طالب، ح: ۲۹۳۸۷، ۱۰/۲۶۱
جامع العلم خ باب من یستحق أن یسمّی فقیہا او عالما.....۲/۴۴

Marfat.com

تاہم سیرت صحابہؓ کے تفصیلی مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے دعوت و تبلیغ میں ترغیب کی نسبت ترہیب کے اسلوب کو نسبتاً کثرت کے ساتھ استعمال کیا۔ آنے والی سطور میں ترغیب وترہیب کے چند ایسے اسالیب کا تذکرہ کیا جارہا ہے جن کو صحابہ کرامؓ نے دعوت وتبلیغ میں استعمال کیا۔

نعمتوں کے چھن جانے کا خوف دلانا

ترغیب وترہیب کے اسالیب میں سے ایک یہ ہے کہ مخاطبین دعوت کو اللہ تعالیٰ کی جو نعمتیں حاصل ہیں انہیں یاد دلائی جائیں اور انہیں انتباہ کیا جائے کہ وہ اللہ کی اطاعت کریں تاکہ یہ نعمتیں برقرار رہیں اور انہیں باخبر کیا جائے کہ اگر انہوں نے اللہ تعالیٰ کے احکام کو نظر انداز کیا اور کفر اختیار کیا تو یہ نعمتیں زائل ہو جائیں گی اور عذاب الٰہی ان کا مقدر ہوگا۔

ابونہیک اور عبداللہ بن حنظلہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ ایک لشکر میں حضرت سلمان فارسیؓ کے ساتھ تھے ایک عرب نے کسی شخص کو بہت زیادہ مارا پیٹا اس شخص نے حضرت سلمان فارسیؓ کے پاس شکایت کی اس پر آپؓ نے تمام عربوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

يا معشر العرب ! ألم تكونوا شر الناس ديناً ، وشر الناس داراً ، وشر الناس عيشا؟ فاعزَكم اللّٰه واعطاكم اللّٰه ، أتريدون أن تأخذو الناس بعزه اللّٰه ؟ واللّٰه لتنهَوُنّ اولياً خذنّ اللّٰه ما فى ايديكم فليعطينه غير كم (2)

''اے اہل عرب! کیا تم مذہب کے اعتبار سے بدترین لوگ نہ تھے؟ گھر بار کے لحاظ سے برے نہ تھے؟ اور زندگی کے لحاظ سے بدتر لوگ نہ تھے ؟ پھر اللہ تعالیٰ نے تمہیں (اسلام کے ذریعے) عزت عطا فرمائی اور نعمتیں

---

(2) حلیۃ الاولیاء، تذکرہ سلمان الفارسیؓ ۱/۲۶۰

☆ عن ابی هريره عن النبی ﷺ لعن الله الواصلته والمستوصلته والواشمته والمستوشمته(i) (i) صحیح بخاری، کتاب اللباس، ح:۵۹۳۳؛ص:۱۰۴۱

Marfat.com

بخشیں۔کیاتم یہ چاہتے ہو کہ تم لوگوں سے اللہ کے دیئے ہوئے شرفِ انسانی کو چھین لو؟ اللہ کی قسم! تم لوگ ایسی حرکتوں سے باز آجاؤ ورنہ اللہ تعالیٰ وہ سب کچھ تم سے واپس لے لے گا جو تمہارے پاس ہے اور اسے غیروں کو عطا کر دے گا"۔

انذار/انتباہ

دعوت دین کا ایک طریقہ اور اسلوب یہ بھی ہے مخاطب کو ڈرایا اور متنبہ کیا جائے اور اس کو اس بات سے آگاہ کیا جائے کہ جو کچھ تم کر رہے یا کہہ رہے ہو اس کا نتیجہ نقصان، تباہی یا بربادی کی صورت میں نکلے گا۔اس اسلوب دعوت کا بنیادی مقصد لوگوں کو بے عملیوں اور بدعملیوں سے آگاہ کر کے اور سزا کا خوف دلا کر راہِ راست کی طرف لانا ہے۔ تمام انبیاء نے دعوتِ دین کے اس اسلوب کو اختیار فرمایا۔قرآن مجید میں اس کی کثیر مثالیں موجود ہیں۔صحابہ کرامؓ نے بھی دعوت وتبلیغ میں اس اسلوب کو اختیار فرمایا۔

قدیم زمانے میں یہودیہ عورتوں میں جو بداخلاقیاں پھیل گئی تھیں۔ان میں سے ایک خرابی یہ تھی کہ جن عورتوں کے بال گر جاتے وہ مصنوعی بال لگا لیتی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس رسم بد کی ممانعت فرما دی تھی ☆ لیکن حضرت امیر معاویہؓ کے عہد خلافت میں عرب خواتین بھی اس قبیح رسم میں مبتلا ہو چکی تھیں۔چنانچہ ۵۱ھ میں جب وہ حج کے لیے مکہ مکرمہ تشریف لائے تو مصنوعی بالوں کا ایک گچھا ہاتھ میں لے کر منبر پر خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے اور حاضرین کو انتباہ کرتے ہوئے فرمایا:

یا اهل المدینة! این علماء کم ؟ "اے اہل مدینہ! تمہارے علماء کہاں ہیں؟ سمعت النبی ﷺ ینتهی عن میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ مثل هٰذه ویقول: انما هلکت بنو نے اس سے منع کرتے ہوئے فرمایا بے اسرائیل حین اتخذ هٰذه نساء شک بنی اسرائیل اس وقت برباد ہوئے هم (3) جب ان کی عورتوں نے اس عمل کو اختیار کیا۔"

(3) صحیح البخاری، کتاب الانبیاء، باب ۵۴، ح:۳۴۶۸، ۳۴۸۸، ص:۵۸۵
ایضا، کتاب اللباس، باب وصل الشعر، ح:۵۹۳۲، ۵۹۳۸، ص:۱۰۴۰
الموطا، کتاب الشعر، باب السنته فی الشعر، ح:۷۶۰، ص:۵۸۱

Marfat.com

ایک شخص ابن عباسؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا۔ میں ایک ایسا آدمی ہوں جو تصویر بناتا ہوں مجھے اس بارے میں فتوی چاہیے آپؓ نے اسے اپنے قریب کیا اور اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر ان الفاظ میں انتباہ کیا:

سمعت رسول الله ﷺ يقول : كل مصوّر فى النار يجعل له بكل صورة صوّرها نفسا فتعذبه فى جهنم (4)

میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے ہر تصویر بنانے والا جہنمی ہے۔ ہر تصویر جو اس نے بنائی ہوگی اس کو زندہ کر دیا جائے گا۔ پس وہ اس کو جہنم میں عذاب دے گی۔

ابو زرعہ بیان کرتے ہیں: ایک دفعہ میں حضرت ابو ہریرہؓ کے ہمراہ مروان حاکم مدینہ کے گھر گیا دیکھا کہ وہاں تصویریں آویزاں ہیں تو آپؓ مروان کو انتباہ کرتے ہوئے فرمایا:

سمعت رسول الله ﷺ يقول : قال الله ومن اظلم ممن ذهب يخلق خلقا كخلقى ، فليخلقوا ذرّة او ليخلقوا حبة او ليخلقوا شعيرة(5)

میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہے جو میری مخلوق کی طرح مخلوق بناتا ہے۔ اگر تخلیق کا دعوی ہے تو کوئی ذرہ، غلہ یا جو پیدا کر کے دکھائے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے ایک آدمی کو نماز میں بائیں ہاتھ پر ٹیک لگا کر بیٹھے دیکھا اس سے مخاطب ہو کر فرمایا:

لا تجلس هكذا! فان هكذا يجلس الذين يعذّبون(6)

اس طرح نہ بیٹھو! یہ ان لوگوں کی نشت ہے جن کو عذاب دیا جائے گا۔

حضرت ہشام بن حکیمؓ نے حمص میں چند قبطیوں کو دھوپ میں کھڑے دیکھا جن کو جذیہ کی عدم ادائیگی کی بنا پر یہ سزا دی جا رہی ہے فرمانے لگے یہ کیا ہے؟ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے۔

---

(4) مسلم، كتاب اللباس والزينة، باب تحريم تصوير صورة الحيوان۔۔ح:۵۵۴۰،ص:۹۴۵

(5) ایضاً، ح:۵۵۴۳،ص:۹۴۶

(6) سنن ابی داؤد، كتاب الصلوة، باب كراهيته الاعتماد على اليد فى الصلوة ،ح:۹۹۴،ص:۱۵۱

Marfat.com

ان اللّٰہ یعذّب الذین یعذّبون الناس فی النار(7)

''اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو عذاب دے گا جو دنیا میں لوگوں کو عذاب دیتے ہیں۔''

سعید بن جبیر کا بیان ہے کہ ابن عباسؓ اور ابن عمرؓ کے ساتھ میرا گزر مدینہ کی ایک ایسی گلی سے ہوا جہاں پر چند نوجوان ایک مرغی کو باندھ کر نشانہ بازی کر رہے تھے۔ ابن عمرؓ سخت غضبناک ہوئے اور فرمایا یہ کس نے کیا ہے؟ سب لوگ بھاگ گئے۔ آپؓ نے فرمایا

''لعن رسول اللّٰہ ﷺ من یمثّل بالحیوان''(8)

''رسول اللہ ﷺ نے حیوان کا مثلہ کرنے والے پر لعنت کی ہے۔''

ایک دفعہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف حضرت ام سلمہ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے ماں! مجھے مال کی کثرت کے سبب ہلاکت کا خوف ہے۔ کیونکہ اس وقت قریش میں سب سے زیادہ مال میرے پاس ہے؟ فرمایا اے بیٹے اس کو خرچ کرو کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے:

ان من اصحابی من لا یرانی بعد أن أفارقه(9)

''میرے صحابہ میں سے بہت سے ایسے ہوں گے کہ میری وفات کے بعد مجھے پھر بھی نہ دیکھ سکیں گے۔''

حضرت عبدالرحمٰن کے صاحبزادے ابوسلمہ اور چند لوگوں کے درمیان زمین کے ایک قطعے کے بارے میں جھگڑا تھا، حضرت عائشہ کو معلوم ہوا تو انہوں نے ابوسلمہؓ کو بلا بھیجا اور ان کو سمجھاتے ہوئے فرمایا۔ اے ابوسلمہؓ اس زمین سے باز آجاؤ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

من ظلم قید شبر من الا رض طوّقه من سبع ارضین(10)

''جس نے بالشت بھر زمین کسی سے ظلماً ہتھیالی تو زمین کے ساتوں

---

(7) سنن ابی داؤد، کتاب الخراج، باب فی التشدید فی جباية الجلدية، ح:۳۰۴۵، ص:۴۴۶

(8) المسند، مسند عبداللہ بن عباسؓ، ح:۳۱۲۳، ۵۵۶/۱

(9) المسند، حدیث ام سلمۃ زوج النبی ﷺ ح:۲۵۹۵۰، ۴۱۳/۷

(10) صحیح البخاری، کتاب المظالم، باب أسم من ظلم شیئا من الارض ح:۲۴۵۳، ۳۱۹۵، ص:۳۹۵

Marfat.com

طبقے (روز قیامت) اس کے گلے میں ڈال دیئے جائیں"

مسلم بن یناق بیان کرتے ہیں۔ میں عبداللہ بن عمرؓ کے ساتھ ایک مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک قریشی نوجوان گزرا جس کا تہبند زمین پر گھسٹ رہا تھا۔ ابن عمرؓ نے اس کو بلایا اور فرمایا۔ تمہارا کس قبیلہ سے تعلق ہے؟ اس نے کہا: قبیلہ بنی بکر سے ابن عمرؓ نے فرمایا: کیا تم اس بات کو محبوب رکھتے ہو کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز تمہاری طرف نظر رحمت فرمائیں؟ اس نے کہا ہاں، آپؓ نے فرمایا: اپنے تہبند کو اٹھالو میں نے اپنے کانوں سے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے:

من جرّازاره لا یرید الا الخیلاء لم ینظر الله الیه یوم القیامة(11)

جس نے تکبر کرتے ہوئے اپنے ازار بند کو گھسیٹا تو اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کی طرف نظر رحمت نہیں فرمائے گا۔

عبداللہ بن عمرؓ کا حلقہ درس قائم تھا کہ اسی اثناء میں ایک خاتون وہاں سے گزری جس کی چال ڈھال مردوں جیسی تھی۔ آپؓ نے پوچھا یہ کون ہے؟ آپؓ کو بتایا گیا یہ ام سعیدؓ بنت ابی جہل ہے تو آپؓ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے:

لیس منا من تشبّه بالرجال من النساء ولا من تشبّه بالنساء من الرجال(12)

وہ عورتیں جنہوں نے مردوں سے مشابہت اختیار کی اور وہ مرد جنہوں نے عورتوں سے مشابہت اختیار کی ہمارا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

ایک دفعہ شام سے کچھ عورتیں حضرت عائشہؓ کی زیارت کو حاضر ہوئیں۔ شامی عورتوں میں ایک بڑی اخلاقی خرابی یہ تھی کہ وہ حمام میں جا کر برہنہ غسل کرتی تھیں۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ نے اس اخلاقی برائی پر ان کو متنبہ کرتے ہوئے فرمایا تم ہی وہ عورتیں ہو جو حماموں میں جاتی ہو؟ یاد رکھو رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے۔

---

(11) المسند، مسند عبداللہ بن عمرؓ، ح: ۵۳۰۵، ۲/۱۷۳

(12) المسند، مسند عبداللہ بن عمروؓ، ح: ۶۸۳۶، ۲/۴۰۸

Marfat.com

ما من امراة وضعت ثيابها فی غير بيتها الا هتكت سترا بينها وبين الله (13)

جوعورت اپنے گھر سے باہر اپنے کپڑے اتارتی ہے وہ اپنے اور اللہ کے درمیان پر دے کو پھاڑ ڈالتی ہے۔"

ایک دفعہ حضرت عائشہ نے اپنے بھائی عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ کو جھٹ پٹ وضو کرتے دیکھا تو ان کو فوراً ٹوکا اور متنبہ کرتے ہوئے فرمایا: اے عبدالرحمٰن وضو اچھی طرح کیا کرو، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے۔ وضو میں جو اعضاء نہ بھیگیں ان پر جہنم کی پھٹکار ہو۔(14)

بشارت/انعام کا وعدہ

کسی انسان کو اگر یہ ترغیب دی جائے کہ اگر وہ فلاں ہدف کو پالے یا فلاں عمل بجالائے تو اس سے کوئی انعام یا نفع ملے گا تو وہ شخص اپنی ساری صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے۔ اور اس راستے میں حائل تمام رکاوٹوں کو عبور کرتے ہوئے اس انعام اور نفع کو حاصل کرنے کی کوشش کرے گا اور جوں جوں ترغیبات کی قدر و قیمت اور ان کے حصول کی توقع بڑھتی جائے گی اس قدر جذبہ محرکہ کی قوت میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔ عام طور پر کسی مقصد کے حصول کے لئے ترغیبات بہت موثر کردار ادا کرتی ہیں۔ مکی دور میں رسول اللہ ﷺ لوگوں سے آخرت میں ثواب عظیم اور دخول جنت کا وعدہ فرما کر ان کو ایمان اور توحید کو اختیار کرنے اور شرک سے دور رہنے کی ترغیب دیتے تھے۔ بیعت عقبہ میں آپ ﷺ نے انصار سے بیعت لینے کے بعد ان کو بشارت دیتے ہوئے فرمایا:

فان وفّيتم فلكم الجنة وان غشيتم من ذالک شيا فأمر كم الی الله ان شاء غفروان شاء عذّب (15)

اگر تم نے اس عہد کو پورا کیا تو تمہارے لئے جنت کی بشارت ہے اور اگر تم نے اس میں کوتاہی کی تو تمہارا معاملہ اللہ کے پاس ہے اگر چاہے تو تمہیں معاف کر دے اور اگر چاہے تو سزا دے۔

---

(13) المسند، حدیث السیدۃ عائشہؓ، ح:۲۴۸۷۹، ۲۴۸/۷

(14) المسند، حدیث السیدۃ عائشہؓ، ح:۲۴۲۹۲، ۱۶۲/۷

(15) المسند، حدیث عبادہؓ بن صامت، ح:۲۲۲۴۸، ۴۳۱/۶ ایضاً۔۔۔ح:۲۲۱۹۴، ۴۳۱/۶۔۴۳۲

صحابہ کرامؓ نے بھی نبوی اسلوب کی پیروی کرتے ہوئے لوگوں کے جذبہ محرکہ کو ابھارنے کے لئے انعام اور بشارت کے انداز کو اختیار کیا۔ چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

حضرت شدادؓ بن اوس ایک مریض کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے، مریض سے پوچھا: کیا حال ہے؟ اس نے کہا: اللہ کے فضل سے اچھا ہوں، تو آپؓ نے فرمایا۔

أبشر بكفارات السيّئات وحط الخطايا

میں تم کو مرض کے کفارہ گناہ ہونے کی بشارت سناتا ہوں۔

میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ جب میں کسی شخص کو آزمائش میں مبتلا کروں اور وہ میری حمد کرے تو وہ گناہوں سے ایسے ہی پاک ہو جاتا ہے۔ جیسے اپنے ماں کے پیٹ سے ابھی پیدا ہوا ہو۔ (16)

ایک دفعہ حضرت ابوالدرداء دمشق کی جامع مسجد میں شجر کاری کر رہے تھے ایک آدمی ادھر سے گزر ہوا تو آپؓ کے اس عمل پر تعجب کا اظہار کرنے لگا۔ آپؓ نے اس حیرت کو زائل کرنے اور اسے بھی اس عمل کی ترغیب دلانے کے لئے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے:

من غرس غرسًا لم يأكل منه آدمي ولا خلق من خلق الله الا كان له صدقة (17)

جس کسی نے کوئی پودا لگایا اور اس میں سے اگر کسی آدمی یا اللہ کی مخلوق میں سے کسی مخلوق نے کھایا تو وہ اس کے لئے صدقہ ہے۔

فوری فوائد کا وعدہ

ترغیب وترہیب کی اصل تو یہ ہے کہ مخاطبین دعوت کے سامنے آخرت کی جزا اور سزا بیان کی جائے لیکن یہ بھی جائز ہے کہ مخاطبین دعوت کے سامنے قبولیت دعوت سے حاصل ہونے والے دنیوی فوائد اور اس کے عدم قبول سے ہونے والے نقصان کو بھی بیان کی جائے، خود قرآن مجید نے ترغیب وترہیب کے ضمن میں دنیاوی فوائد ونقصانات کے ذریعہ سے لوگوں کو اپنی دعوت کی طرف متوجہ کیا ہے ارشاد ہے:

---

(16) المسند، حدیث شدادؓ بن اوس، ح: ۱۶۶۶۹، ۱۰۴/۵

(17) ایضاً، حدیث ابوالدرداءؓ، ح: ۲۶۹۶۰، ۵۹۸/۷

Marfat.com

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنكُم وَعَمِلُوْا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِيْ الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِيْ ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَالِكَ فَاُولٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ(18)

اللہ تعالیٰ نے تم میں سے ان لوگوں سے وعدہ فرمایا ہے جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے کہ وہ ضرور ان کو زمین میں خلیفہ بنائے گا جس طرح اس نے ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا تھا اور ان کے لئے ان کے دین کو مستحکم کر دے گا جسے اس نے ان کے لئے پسند فرمایا ہے اور وہ ضرور ان کی حالت خوف کو حالت امن میں بدل دے گا وہ میری ہی عبادت کرتے ہیں اور کسی کو میرا شریک نہیں بناتے اور جس نے اس کے بعد ناشکری کی وہی لوگ نافرمان ہیں

الغرض ترغیب سے مراد ایسے امور کا اختیار کرنا ہے جو مخاطب دعوت میں قبول حق کا اشتیاق اور اس پر ثابت قدمی کا عزم پیدا کرنے والے ہیں اور ترہیب سے مراد وہ امور ہیں جن سے مخاطب دعوت قبول حق سے انکار اور احتراز سے ڈرے اور قبول حق کے بعد اس پر ثابت قدم نہ رہنے میں خوف محسوس کرے۔ قرآن مجید اور رسول اللہ ﷺ کے علاوہ صحابہ کرامؓ نے دعوت و تبلیغ میں اس اسلوب کا کثرت سے استعمال کیا جس سے قطعی طور پر اس اسلوب کی اہمیت واضح ہو جاتی ہے۔ داعی کو چاہیے کہ وہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی رحمت اور حسن جزاء کی ترغیب دلائے اور عذاب آخرت سے ترہیب دلائے۔ یہی انبیاء و رسل کا طریقہ رہا ہے اور صحابہ کرامؓ نے بھی اس اسلوب دعوت کو اختیار کیا۔

انسان چونکہ اس مادی دنیا میں رہتا ہے۔ مادی اشیاء کو دیکھتا اور محسوس کرتا ہے اور دنیا کی رنگینیاں اس کے قلب و نگاہ پر غفلت کے پردے ڈال دیتی ہے جس سے انسان کے تعلق دنیا میں مضبوطی اور آخرت سے غفلت میں اضافہ ہوتا ہے اس لئے

---

(18) النور، ۲۴:۵۵

Marfat.com

داعی کے لئے لازم ہے کہ مخاطبینِ دعوت کو دنیا میں اس قدر منہمک ہونے سے روکے انہیں دنیا سے فرار پر آمادہ نہ کرے تاہم دنیا اور آخرت کی حقیقت سے انہیں آگاہ کرے اور دنیا کی نعمتوں کا اخروی نعمتوں سے موازانہ کر کے اخروی نعمتوں کی قدر و منزلت اور ان کے دوام سے انہیں آگاہ کرے۔

حضرت عتبہ بن غزوان ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے بصرہ کو آباد کیا۔ یہ حضرت عمر فاروقؓ کی طرف سے وہاں کے سردار اور امیر تھے۔ لوگوں کا دنیاوی زندگی کے اندر انہماک دیکھا تو ان کے سامنے جمعہ کے دن دنیا کی بے ثباتی اور حیثیت پر خطبہ دیتے ہوئے فرمایا:

''اے لوگو! خبردار ہو جاؤ کہ دنیا بہت جلد ختم ہو جائے گی اور اس میں کچھ باقی نہ رہے گا۔ سوائے اس پس خوردہ کی طرح جو تم میں سے کوئی برتن میں چھوڑ دے۔ تم لوگ ضرور دنیا سے منتقل کیے جاؤ گے۔ لہٰذا جب تم منتقل ہو جاؤ تو نیکی کے ساتھ منتقل ہو جو دنیا میں تمہارے سامنے ہے۔ ہم سے بیان کیا گیا ہے کہ ایک پتھر جہنم کے کنارے ڈالا جائے تو وہ ستر برس تک دوزخ میں گرتا رہے گا مگر اس کی تہہ تک نہ پہنچے گا، اور اللہ کی قسم وہ دوزخ بھر دی جائے گی اور مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ جنت کے کواڑوں میں سے دو کواڑوں کے درمیان چالیس برس کا فاصلہ ہوگا۔ اور خدا کی قسم اس پر بھی ایک دن آئے گا کہ وہ بھی آدمیوں سے بھری ہوگی اور میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ میں اپنے آپ کو بڑا سمجھوں اور اللہ کی نظر میں حقیر سمجھا جاؤں''۔(19)

---

(19) المسند، حدیث عتبہ بن غزوان، ح:۱۷۱۲۴، ۱۸۵/۵

اسد الغابہ، تذکرہ عتبہ بن غزوان، ۳۶۵/۳

Marfat.com

خلاصہ بحث

(صحابہ کرامؓ کے اختیار کردہ اسلوب دعوت کے نمایاں پہلو)

دعوت وتبلیغ ایک مقدس فرض ہے۔ دعوت کے دو بنیادی کردار ہیں ایک داعی اور دوسرا مدعو، تاہم دعوت کی کامیابی کا مکمل انحصار داعی کی ذات پر ہے مبلغ کا کام انسان سازی اور رجال کار کی تیاری ہے اس میں اس کا علم اور حکمت دونوں استعمال ہوتے ہیں۔ داعی کو مخاطب کے رجحانات، میلانات اور اس کے پس منظر کا لحاظ کرتے ہوئے اس بات کا فیصلہ کرنا ہوتا ہے کہ دعوت دیتے وقت کون سا اسلوب مناسب اور موزوں ہے اس پس منظر میں کہا جا سکتا ہے کہ اصل قوت محرکہ داعی کی شخصیت ہے وہ جس قدر متحرک اور تربیت یافتہ ہوگا اسی قدر مخاطبین کے لئے حقیقی مربی کا کردار ادا کر سکے گا۔

حقیقت یہ ہے کہ آدمی کی ذہنیت کو تبدیل کرنا اور اس کے نقطہ نظر یا نصب العین کو تبدیل کرنا آسان کام نہیں ہے۔ اس لئے غیر معمولی ذہانت حکمت وتدبر اور انسانی نفسیات سے گہری واقفیت ضروری ہے۔ نیز مخاطب کے میلانات ورجحانات کا لحاظ رکھنے کے ساتھ ساتھ ایسے نفسیاتی محرکات کو بھی بروئے کار لانا پڑتا ہے۔ جو مخاطب کو ذہنی طور پر تیار وہموار کر کے نئی بات قبول کرنے پر آمادہ کر سکیں۔ جس طرح ایک بیج کی نشوونما کے لئے تنہا بیج کی صلاحیتوں پر ہی نظر نہیں رکھنی پڑتی، بلکہ زمین کی آمادگی ومستعدی اور فصل وموسم کی سازگاری وموافقت کا بھی لحاظ رکھنا پڑتا ہے۔ اسی طرح ایک داعی کو بھی لازماً ایمان کی آبیاری کے لئے قلوب واذہان کی آمادگی و موافقت کو پیش نظر رکھنا پڑتا ہے اور آمادگی اور موافقت اسی وقت پیدا ہو سکتی ہے جب نفس انسانی کو تحریک ملے اور پھر اس کو متوجہ کرنے اور دعوت حق کے لئے آمادہ کرنے کے لئے انسان کی فطری صلاحیتوں کو بروئے کار لایا جائے۔

یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرامؓ نے عقائد اور تعلیمات کو دلوں میں اتارنے کے

Marfat.com

لئے ایک طرف ایسے دلائل و براہین سے کام لیا۔ جن کا ادراک ایک ادنی سے ادنی عقل رکھنے والا آدمی بھی کرسکتا ہے نیز ان دلائل وآثار میں تنوع کا خیال بھی رکھا تا کہ افہام وتفہیم کا حق ادا ہو سکے اور دوسری طرف صحابہ کرام نے اطراف واکناف عالم سے آنے والے طالبان حق کی خوبیوں اور خامیوں ان کی انفرادی اور قومی روایات اور ان کے عادات وخصائل کی رعایت رکھتے ہوئے دعوت پیش کی جس طرح ایک طبیب مریض کی کیفیت ومرض کی ٹھیک ٹھیک نشاندہی کرنے کے بعد دوا تجویز کرتا ہے اسی طرح صحابہ کرامؓ نے قوم کی حالت اوران کے مرض کا صحیح اندازہ کر کے پوری حکمت و دانائی کے ساتھ لوگوں کی اصلاح وفلاح کا کام انجادیا۔

صحابہ کرامؓ کی سیرت اوران کی دعوتی سرگرمیوں کا مطالعہ کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے موثر اسلوب دعوت کا کوئی طے شدہ طریقہ نہ تھا بلکہ مدعو کا لحاظ رکھتے ہوئے جو اس کے حسب حال اسلوبِ دعوت مناسب خیال کرتے اس کے مطابق اس کو دعوت دیتے۔ صحابہ کرامؓ نے جن لوگوں کو دعوت دی ان کے حالات کا مطالعہ کرنے سے اور نیز صحابہ کرامؓ کے طریقِ دعوت کا مطالعہ کرنے سے دعوت کے مختلف اسالیب کی تحدید کی جاسکتی ہے اور انہیں عصر حاضر کے عناوین کے تحت پیش کیا جاسکتا ہے جیسا کہ گزشتہ سطور میں اس پر تفصیلا گفتگو کی گی۔

Marfat.com

مصادر و مراجع

☆ القرآن الکریم

☆ ''کتاب مقدس'' بائبل سوسائٹی، انارکلی، لاہور

☆ ابن اثیر ابوالحسن علی بن ابی الکرم محمد بن الجزری (555-630ھ)

''اسدالغابة فی معرفة الصاحبة'' داراحیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، س، ن، مجلّات:۵

☆ '' الکامل فی التاریخ '' دارالکتب العربی، بیروت، لبنان، 1967ء، مجلّات:۹

☆ ابن حبیب محمد (المتوفیٰ 245ھ)

'' کتاب المحبّر '' دارنشر الکتب الاسلامیہ، لاہور، س، ن

☆ ابن حجر، ابوالحسن احمد بن علی (773-852ھ)

'' الاصابة فی تمییز الصحابة '' داراحیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، 1328ھ، مجلّات:۴

'' فتح الباری '' دارالمعرفة بیروت، لبنان، مجلّات:۱۳

☆ ابن حزم ابومحمد علی احمد بن سعید (384-456ھ)

'' جمهرة انساب العرب '' دارالمعارف قاہرہ س، ن

☆ ابن سعد، ابوعبداللہ محمد (384-456ھ)

'' الطبقات الکبریٰ '' دارصادر، بیروت، 1985ء، مجلّات:۹

☆ ابن عبدالبر ابوعمر یوسف بن عبداللہ بن محمد القرطبی (المتوفیٰ 463ھ)
" جامع بیان العلم وفضلہ "ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ مصر، س، ن مجلّات ۲
" الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب "دارالجلیل، بیروت، ۱۹۹۲ء، مجلّات:۴
☆ ابن قیم الجوزیۃ، ابوعبداللہ محمد بن ابی بکر (691-751ھ)
" زاد المعاد "موسسۃ الرسالۃ، بیروت 1979ء، مجلّالت:۵
☆ ابن کثیر، ابوالفداء اسماعیل ابن عمر (701-747ھ)
" البسیرۃ النبویۃ "دارالمعرفۃ، بیروت، لبنان، 1976ء
"البدایۃ والنہایۃ "المکتبۃ القدوسیۃ، لاہور، 1984ء، مجلّات:۱۴
☆ ابن ماجہ، ابوعبداللہ محمد بن یزید (209-273ھ)
" سنن ابن ماجہ "دارالسلام للنشر والتوزیع، الریاض، 1999ء
☆ ابن منظور، جمال الدین محمد بن مکرم، علامہ (630-771ھ)
" لسان العرب "، نشر ادب الحوزہ، قم، ایران، 1405ھ، مجلّات:۱۵
☆ ابن ہشام، ابومحمد عبدالمالک، (المتوفیٰ 218ھ)
" السیرۃ النبویۃ "داراحیاء التراث العربی، بیروت، لبنان
، 1995ء، مجلّات:۴
☆ ابوداؤد، سلیمان بن الاشعث بن اسحاق السجستانی (202-275ھ)
" سنن ابی داؤد "دارالسلام للنشر والتوزیخ الریاض 1999ء
☆ ابونعیم، محدث، احمد بن عبداللہ الاصفہانی (المتوفیٰ، 430ھ)
"حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء" دارالکتب العلمیۃ، بیروت
1997ء مجلّات:۱۲

Marfat.com

☆ ابو یوسف، قاضی، یعقوب بن ابراہیم، (113-182ھ)
"کتاب الخراج" المطبعۃ السلفیۃ، قاہرہ، 1396ھ
☆ احمد بن حنبل، ابوعبداللہ الشیبانی، الامام (164-241ء)
"المسند" داراحیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، 1991ء، مجلّات:۷
☆ آرنلڈ، ٹی، ڈبلیو، پروفیسر
"دعوت اسلام" محکمہ اوقاف، حکومت پنجاب، لاہور، 1972ء
☆ اصلاحی، امین احسن، مولانا
"دعوت دین اور اس کا طریق کار" فاران فاؤنڈیشن، لاہور
☆ البخاری، محمد بن اسماعیل، ابوعبداللہ (256,192ھ)
"الادب المفرد" المکتبۃ الاثریہ، خانگہ ڈل، شیخوپورہ۔ پاکستان، س، ن
"صحیح البخاری" دارالسلام للنشر والتوزیع، الریاض، 1999ء
☆ بلاذری، احمد بن یحیٰ (المتوفیٰ 279ھ)
"فتوح البلدان" موسسہ المعارف، بیروت، 1987ء
☆ البیہقی، ابوبکر، امام (المتوفیٰ 408ھ)
"السنن الکبریٰ" نشر السنۃ، ملتان، مجلّات:۱۰
☆ الترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ (200-279ھ)
"جامع الترمذی" دارالسلام للنشر والتوزیع الریاض 1999ء
☆ الحاکم النیشابوری، ابوعبداللہ (المتوفیٰ 405ھ)
"المستدرک علی الصحیحین" دارالمعرفۃ، بیروت، لبنان،
مجلّات:۴

Marfat.com

☆ الحلبی، علی بن برہان الدین (975-1044ھ)
" السیرۃ الحلبیۃ " دارالمعرفۃ، بیروت، 1980ء مجلّات:۳

☆ خالد علوی، ڈاکٹر
''انسان کامل''، الفیصل ناشران وتاجران کتب اردو بازار لاہور، 2001ء

☆ خطیب بغدادی، ابوبکر احمد بن علی بن ثابت (المتوفّٰی 463ھ)
" کتاب الکفایۃ فی علم الروایۃ "دائرہ المعارف العثمانیہ حیدرآباد دکن، 1357ھ

☆ الدارمی، ابومحمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن، البمتوفّٰی 255ھ)
" سنن الدارمی "دارالقلم، دمشق، 1996ء، مجلّات:۲

☆ الذھبی محمد بن عثمان (المتوفّٰی 748ھ)
" تذکرہ الحفاظ "دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، 1998ء
مجلّات:۵

☆ الزبیدی، محمد بن محمد الحسینی، (المتوفّٰی 1200ھ)
" تاج العروس "دارالفکر، بیروت، مجلّات:۱۰

☆ السرخی، شمس الدین،
" المبسوط "دارالمعرفۃ، بیروت، 1978ء، مجلّات:۱۵

☆ السمہودی، نورالدین علی بن احمد (المتوفّٰی 911ھ)
" وفاء الوفا " دارالنفائس، الریاض، س، ن، مجلّات:۲

☆ السہیلی، ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن عبداللہ، (508-581ھ)
" الریاض الانف "، عبدالتواب اکیڈمی، ملتان، مجلّات:۱

☆ شبلی نعمانی، علامہ (1857-1914ء)

"سیرت النبی ﷺ" الفیصل ناشران وتاجران کتب اردو بازار، لاہور، مجلات:۴

"الفاروق" مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور، س،ن

☆ الطبری، محمد بن جریر، (المتوفیٰ 310ھ)

"تاریخ الامم والملوک" المطبعۃ الحسینیۃ، س،ن، مجلات:۶

☆ علی بن محمد بن ابراہیم، علاءالدین، (المتوفیٰ 725ھ)

"تفسیر الخازن" دارالکتب العلمیۃ، بیروت 1995ء، مجلات:۴

☆ کتانی، عبدالحیٔ، علامہ، (المتوفی 1241ھ)

"نظام الحکومیۃ النبویۃ" (مترجم: مولانا معظم الحق) ادارۃ القرآن والعلوم اسلامیۃ، کراچی۔ 1991ء

☆ مالک بن انس، (93-179ھ)

"الموطأ" داراحیاء التراث العربی، بیروت، 1997ء

☆ محمد بن حسن الشیبانی، (132-189ھ)

"کتاب الاصل" دارالمعارف النعمانیہ، لاہور، 1981ء، مجلات:۵

☆ محمد حمیداللہ، ڈاکٹر (المتوفیٰ 2002ء)

"مجموعۃ الوثائق السیاسیۃ فی العہد النبوی والخلافۃ الراشدۃ"، قاہرہ، 1941ء

"خطبات بہاولپور" ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد، 1992ء

Marfat.com

"رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی "دارالاشاعت،
کراچی،1987ء

☆ محمد کرم شاہ، پیر، الازہری (1918-1998ء)

"ضیاء القرآن "ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، 1402ھ، مجلات:۵

"ضیاء النبی ﷺ"ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، 2000ء، مجلات:۷

مسلم، ابوالحسین مسلم بن حجاج بن مسلم القشیری، (204-261ھ)

"صحیح مسلم "دارالسلام للنشر والتوزیع، الریاض، 1998ء

مقریزی، تقی الدین احمد بن علی

"امتاع الاسماع" قاہرہ، 1941ء

النسائی، ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب بن علی ابن سنان (215-303ھ)

"سنن النسائی "دارالسلام للنشر والتوزیع، الریاض، 1999ء

الہندی، علاءالدین علی المتقی بن حسام الدین، (المتوفیٰ 975ھ)

"کنزالعمال "موسسۃ الرسالۃ، بیروت، 1985ء، مجلات:۱۶

☆ الہیثمی، نورالدین علی بن ابی بکر (المتوفیٰ 807ھ)

"مجمع الزوائد ومنبع الفوائد" موسسۃ المعارف، بیروت،
1986ء، مجلات:۵

☆ یٰسین مظہر صدیقی، پروفیسر

"عہد نبوی ﷺ کا نظام حکومت" الفیصل ناشران وتاجران کتب اردو
بازار، لاہور، 1995ء

Marfat.com

مَلْعُونِينَ أَيْنَمَا ثُقِفُوا أُخِذُوا وَقُتِّلُوا تَقْتِيلًا

وہ پھٹکارے ہوئے جہاں کہیں بھی ملیں پکڑے جائیں اور گن گن کر قتل کیے جائیں

قرآن و حدیث، اجماعِ اُمت اور مذاہبِ عالم کی روشنی میں

توہینِ رسالت کی سزا

پروفیسر حبیب اللہ چشتی

مکتبہ جمالِ کرم

9، مرکز الاویس (سٹاہوٹل) دربار مارکیٹ۔ لاہور فون: 7324948

Marfat.com

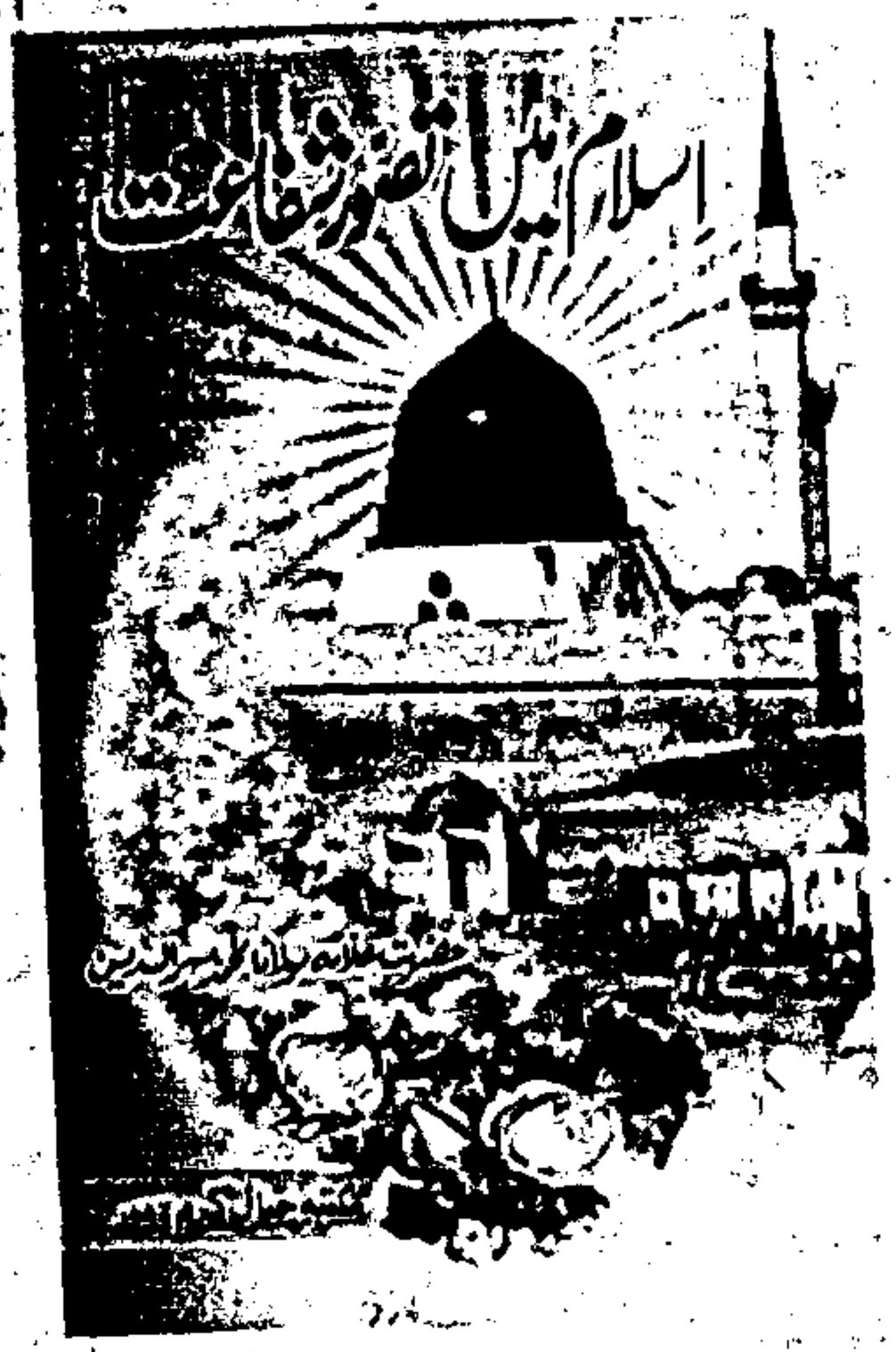

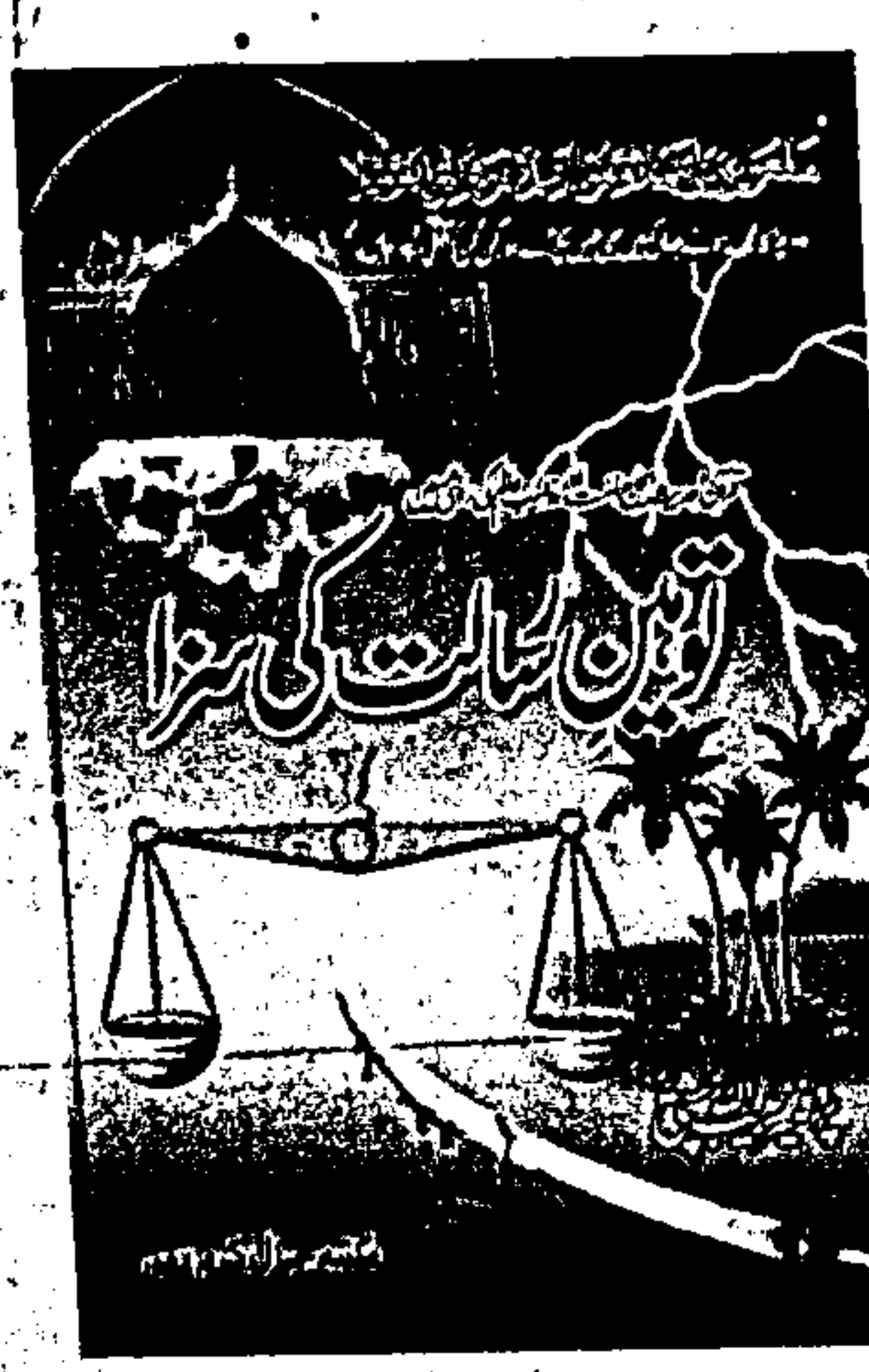

628.1 ص
29.7.07
66896-U-67

ملنے کا پتہ مکتبہ جمال کرم 0.مرکز 948

دعوت اسلام کی ایک لازوال کتاب

صحابہ کرام کا اسلوب دعوت و تبلیغ

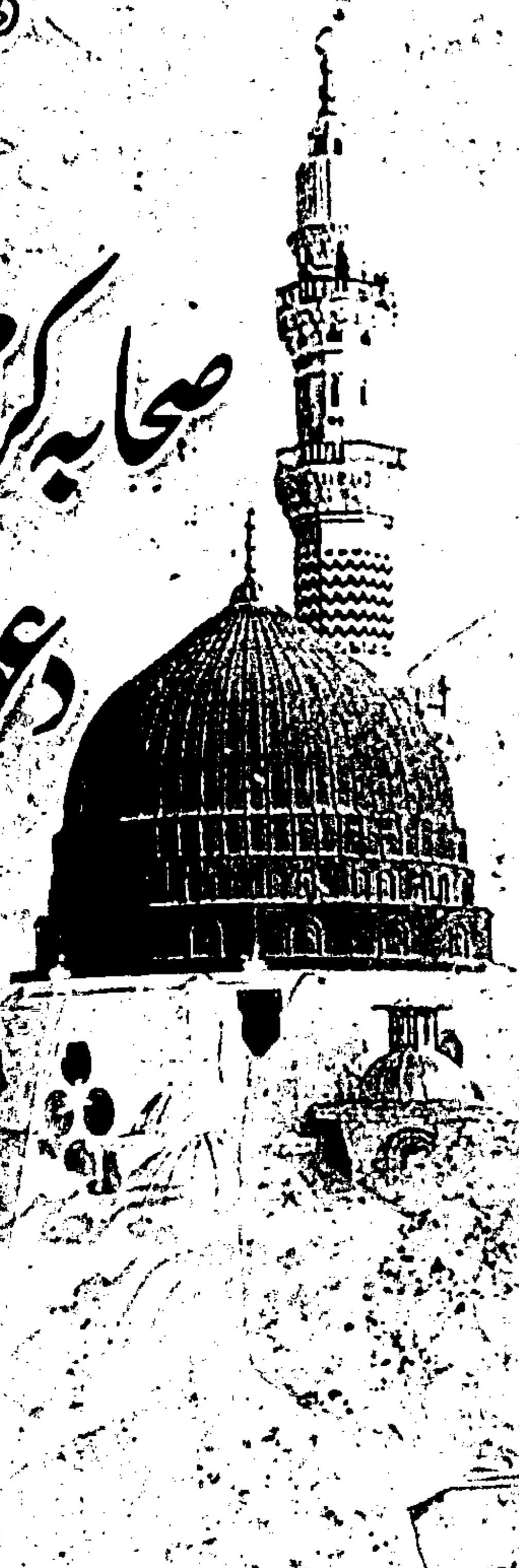

پروفیسر محمد اکرم ورک

ل علوم اسلامیہ
ی ایچ ڈی اسکالر

مکتبہ جمال کرم لاہور

Marfat.com